﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک04مارچ 2016ء | 24/جمادی الاوّل 1437 ہجری قمری ❁ 04/امان 1395 ہجری شمسی | شمارہ10

دل کے زنگ دُور کرنے کا گُر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ دل بھی صیقل کئے جاتے ہیں جس طرح لوہے کے زنگ آلود ہونے پر اسے صیقل کیا جاتا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کی (یعنی دل کی) صفائی کیسے کی جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنے سے۔ اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔

(الجامع لشعب الایمان للبیھقی جلد نمبر 3باب التاسع عشر (فی تعظیم القرآن)فصل فی ادمان تلاوۃ القرآن۔ مکتبۃ الرشد۔ ریاض۔ طبع ثانی 2004ء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

وحی کی حقیقت اور اس کے حصول کے ذرائع کا ذکر۔

وحی وہ مینارہ ہے جس کے چراغ کسی دشمن سے بجھتے نہیں۔ یہ ایک ایسا ہتھیار بند قلعہ ہے جس کی فوجوں کا کوئی شمار نہیں۔ یہ ایسی مقدس سرزمین ہے جس کی شاہراہیں محتاجِ تعارف نہیں اور ایک ایسا باغ ہے جس سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور طراوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کو نہیں پاسکتے مگر وہ لوگ جو بشری آلودگیوں سے پاک کئے گئے ہیں۔ اور انہیں الٰہی اخلاق عطا کئے گئے ہیں۔ اور جنہوں نے تقویٰ کو بڑھایا ہے، اُسے پارہ پارہ نہیں کیا۔

’’وحی کی حقیقت اور اس کے حصول کے ذرائع کا ذکر۔ اب ہم اس رسالہ کو وحی کے انوار و فضائل اور اس کے حصول کے ذرائع اور وسائل کے ذکر پر ختم کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ آپ کو یہ جاننا چاہئے کہ وحی اللہ کے کلام کا وہ سورج ہے جو ابدال کے قلوب کے اُفق سے بایں مقصد طلوع ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ گمراہی کی خُرافات کی تاریکی زائل فرمائے۔ یہ وہ چشمہ ہے جس کے سوتے خشک نہیں ہوتے اور جس کے دھارے منقطع نہیں ہوتے۔ اور وحی وہ مینارہ ہے جس کے چراغ کسی دشمن سے بجھتے نہیں۔ یہ ایک ایسا ہتھیار بند قلعہ ہے جس کی فوجوں کا کوئی شمار نہیں۔ یہ ایسی مقدس سرزمین ہے جس کی شاہراہیں محتاجِ تعارف نہیں اور ایک ایسا باغ ہے جس سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور طراوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کو نہیں پاسکتے مگر وہ لوگ جو بشری آلودگیوں سے پاک کئے گئے ہیں۔ اور انہیں الٰہی اخلاق عطا کئے گئے ہیں۔ اور جنہوں نے تقویٰ کو بڑھایا ہے اُسے پارہ پارہ نہیں کیا۔ اور تقویٰ کے گیسو آراستہ کئے ہیں اُنہیں پراگندہ نہیں کیا اور وہ ایک شجرۂ طیّبہ کی طرح پھولے پھلے ہیں۔ جو ایک تیز رَو اونٹنی کی طرح اپنے ربّ کی طرف بسُرعت گئے اور جنہوں نے رحمان کی راہوں میں افراط و تفریط سے کام نہ لیا۔ اور اُس سے ڈرتے ہوئے عاجزی اختیار کی اور جنہوں نے اس کی خاطر زبان کی حلیمی کو اپنے محسوساتِ قلب کی سپر بنایا اور قوی ہمت کے ساتھ اللہ کی راہوں میں ہر دم کمربستہ رہے۔ اور حق پر پورے انسانی قویٰ کے ساتھ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے وساوس کی کمر توڑ دی اور آسمانی پانی کے حصول کے لئے بے آب و گیاہ صحرا کا رُخ کیا۔ اور جو اللہ کی راہ میں سُستی نہیں دکھاتے اور نہ تردّد کرتے ہیں۔ اور زمین پر نرمی سے چلتے ہیں، اکڑ کر نہیں چلتے۔ اور جو پس خوردہ پر قناعت نہیں کرتے اور (ہردم) طالب رہتے ہیں۔ وہ دین کی سرزمین میں بڑھتے چلے جاتے ہیں رُکتے نہیں اور اُن کے سینے غیظ سے بھڑکتے نہیں، تُو اُن میں ٹھہراؤ پائے گا اور وہ جلد بازی نہیں کرتے اور ان کی گفتگو بدبودار پانی کی طرح نہیں ہوتی اور جب بھی گفتگو کرتے ہیں بڑی متانت سے کرتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف تبتّل اختیار کرتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں اور اُس وقت تک نہیں بولتے جب تک اُنہیں گفتگو کرنے کے لئے نہ کہا جائے۔ اور وہ بدصورت نہیں بلکہ وہ درخشاں و تاباں ہیں اور انہیں کوئی مصیبت اللہ کی محبت سے روک نہیں سکتی اور وہ ہر لحہ اللہ کی طرف تیز رفتاری سے جاتے ہیں اور ان کے دل، آنکھیں اور کان اُس کے حضور سرِ تسلیم خم کرتے اور اُس کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ اور اللہ انہیں (اپنی آتشِ محبت سے) ایسا گرماتا ہے جو اُن کی سردی کو دور کردے۔ پس وہ ہر آن (آتشِ حُبِّ الٰہی سے) گرمائے جاتے ہیں۔ اور جو ابلیس کو دھتکارتے ہیں اور حق کو تقویّت دیتے ہیں اور اس کی خاطر انتقام لیتے ہیں۔ وہ دنیا میں مگن نہیں ہوتے اور وہ اُسے حقیر سمجھتے ہیں اور اُس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہ ایک حالت پر نہیں ٹھہرتے بلکہ ہر آن اللہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ وہ اللہ سے ڈرتے اور اس کے لئے تذلّل اختیار کرتے ہیں۔ اور جو اپنے نفوس کی باگیں کھینچ کر رکھتے ہیں اور راحتوں کے دروازے اپنے اوپر تنگ کر لیتے ہیں اور انہیں کھلا نہیں چھوڑتے۔ اور جب وہ اپنے ربّ کی آگ کی جانب بلائے جاتے ہیں تو وہ خوفزدہ نہیں ہوتے۔ اور وہ اپنی کچی فصل نہیں بیچتے بلکہ اُس کی رکھوالی کرتے ہیں۔

اور جو اللہ میں مجاہدہ کرتے اور گڑگڑاتے ہیں۔ اور اولاد کے مرجانے سے نہیں ڈرتے خواہ مصیبت انہیں پچھاڑ دے۔ اور اللہ کی خاطر سختی برداشت کر لیتے ہیں اور جن لوگوں کے ہاں (علم کے) پانی کی فراوانی ہے اور اُن کا علم تلچھٹ جیسا نہیں۔ اُنہیں معارف عطا کئے جاتے ہیں اور وہ ان میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور وہ دنیا پر غالب آتے اور اُسے پچھاڑ دیتے ہیں۔ انہیں اس پر غصّہ آتا ہے اور بڑے کلہاڑے سے اس کی کمر توڑ دیتے ہیں۔ پس وہ اس (دنیا) کے شور و غوغا سے دُور رکھے جاتے ہیں۔ اور تُو ان کی ہمتوں کو طاقتور اونٹوں کی طرح پائے گا وہ بڑے بڑے صحراؤں کو عبور کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔ وہ اپنے ربّ کے حکم سے روگردانی نہیں کرتے اور اُسی کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اور جن کی زمین سرسبز و شاداب ہوتی ہے اور اُس کی روئیدگی اللہ کے ساتھ پیوست ہے اسی وجہ سے وہ شجرۂ قُدس پر دائمی بسیرا کئے ہوئے ہیں اور اللہ کی چادر نے ان کی صورتوں کو چھپایا ہوا ہے۔ پس وہ اُس کی چادر تلے چھپے ہوتے ہیں اور جو دنیا وَمَا فِیْھَا کو حقیر جانتے ہیں۔ اور اُن کی حالت ایک نومولود معصوم بچے کی مانند بدل دی جاتی ہے اور انہیں چھوڑا نہیں جاتا۔

ان میں ظلم، ضُعفِ عقل اور تکبر نہیں پایا جاتا اور ہر مصیبت کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جو کسی کی عزت کو ناحق آلودہ نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے بدکلامی کرتے ہیں۔ وہ کسی دُور افتادہ چوٹی اور خشک صحراء سے نہ تو خوف کھاتے ہیں اور نہ ہی غمگین ہوتے ہیں۔ وہ فطرت کی مخفی استعدادوں کو اُجاگر کرنے کے لئے آبگینۂ فطرت کو وَا کرتے ہیں۔ وہ دنیا سے آخرت کے لئے زادِ راہ لیتے ہیں۔ وہ شاطرِ زمانہ اور جابر زمانہ کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ خدا کو ہی اپنا دست و بازو بناتے ہیں اور اُسی پر توکّل کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باطن سے نفسانیت کی جڑوں کو اُکھیڑ پھینکا ہے۔ اور تو اُن میں مستعدی پائے گا، اور وہ اللہ کی جانب قدم بڑھاتے ہیں۔ وہ اللہ کی خوشبو اور اُس کی ذاتی محبت سے پُر ہیں۔ وہ سوئے ہوئے بھی ہوں تُو بھی تو انہیں جاگتا پائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ظاہری عِفّت کے دام سے بچائے گئے ہیں اور حقیقی تقویٰ کے رنگ میں رنگے گئے ہیں۔ محبت (الٰہی) کی آگ نے انہیں فنا کر دیا ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں جو ہانپنے لگ جاتے ہیں۔ اور ان کے اقوال کاٹنے والی تلوار کی طرح نہیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، عربی حصّہ کا اردو ترجمہ۔ صفحہ 40 تا 44)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ساری زندگی قرآن شریف کی خدمت پر کمر بستہ رہے اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کی راہنمائی اور ہدایات کی روشنی میں آپ کی پیاری جماعت خدمتِ قرآن کی عظیم مہم کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

لاریب یہ ایسی خدمت ہے کہ سارے عالمِ اسلام کو مل کر بھی اس انداز کی خدمتِ قرآن کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

قرآن کریم اور احادیث سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اسلام اور قرآن شریف کی تعلیمات کی سب دنیا میں اشاعت حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے بعد خلافت احمدیہ ہی کے ذریعہ مقدر کی گئی ہے۔

ہفت روزہ بدر (24۔31 دسمبر 2015ء) کے خصوصی شمارہ ''جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن'' کی اشاعت کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا خصوصی پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

27-11-15

پیارے قارئین ہفت روزہ بدر قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہفت روزہ بدر کو جلسہ سالانہ کے موقع پر ''جماعت احمدیہ اور خدمت قرآن'' کے نام سے ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بدر کے اس نمبر کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے اس دورِ ''آخرین'' میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو احیائے دین اور قیام شریعت کے لئے مبعوث فرمایا تھا تا کہ خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کی طرف جو رسول بنا کر بھیجا تھا اس کے سب اغراض و مقاصد آپ کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پورے فرمائے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات میں وہ تمام متفرق ہدایتیں جو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تھیں قرآن شریف میں جمع کی گئیں لیکن مضمون آیت قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عملی طور پر پورا نہیں ہو سکا کیونکہ کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اُس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اُس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتہ بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے۔ بلکہ اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو 1257 ہجری تک بھی اشاعت کے وسائل کاملہ گویا کالعدم تھے اور اس زمانہ تک امریکہ کُل اور یورپ کا اکثر حصہ قرآنی تبلیغ اور اس کے دلائل سے بے نصیب رہا ہوا تھا بلکہ دُور دُور ملکوں کے گوشوں میں تو ایسی بے خبری تھی کہ گویا وہ لوگ اسلام کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ غرض آیت موصوفہ بالا میں جو فرمایا گیا تھا کہ اے زمین کے باشندو! مَیں تم سب کی طرف رسول ہوں عملی طور پر اس آیت کے مطابق تمام دنیا کو ان دنوں سے پہلے ہرگز تبلیغ نہیں ہو سکی اور نہ اتمام حجت ہوا کیونکہ وسائل اشاعت موجود نہیں تھے۔ اور نیز زبانوں کی اجنبیت سخت روک تھی۔ اور نیز یہ کہ دلائل حقانیت اسلام کی واقفیت اس پر موقوف تھی کہ اسلامی ہدایتیں غیر زبانوں میں ترجمہ ہوں اور یا وہ لوگ خود اسلام کی زبان سے واقفیت پیدا کر لیں۔ اور یہ دونوں امر اس وقت غیر ممکن تھے۔ لیکن قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وَمَنْۢ بَلَغَ یہ امید دلاتا تھا کہ ابھی اور بہت سے لوگ ہیں جو ابھی تبلیغِ قرآنی اُن تک نہیں پہنچی۔ ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے''۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 260 تا 261)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس کی روشنی میں یہ دَور تبلیغِ قرآنی کا دَور ہے۔ اور یہ خدمت آپ کی جماعت کے سپرد کی گئی ہے۔ خدمتِ قرآن کے بنیادی پہلو تو یہی ہیں کہ قرآن کریم کے محاسن سے سب دنیا کو روشناس کرایا جائے۔ قرآن شریف پر ہونے والے اعتراضات اور حملوں کے جواب دیئے جائیں۔ مسلمانوں میں قرآن کریم کے متعلق پائی جانے والی غلطیوں کا ازالہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کروا کر شائع کئے جائیں۔ یہ ساری خدمات جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے نہایت احسن رنگ میں بجا لا رہی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ساری زندگی قرآن شریف کی خدمت پر کمر بستہ رہے اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کی راہنمائی اور ہدایات کی روشنی میں آپ کی پیاری جماعت خدمتِ قرآن کی عظیم مہم کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت کے حالات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت مسلمانوں میں قرآن شریف کے متعلق بہت سے غلط عقیدے پائے جاتے تھے۔ کچھ لوگ سمجھتے تھے کہ قرآن شریف میں تبدیلی ہو گئی ہے اور اس کے کچھ حصے چھپنے سے رہ گئے ہیں۔ بعض کا یہ عقیدہ تھا کہ قرآن کریم کے کچھ حصے منسوخ ہیں۔ کچھ قرآن کریم کے مضامین کی ترتیب پر اور مضامین کے تکرار پر اعتراض اُٹھاتے تھے۔ اسی طرح کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ قرآن شریف ایک مجمل کتاب ہے اور اس میں محض موٹی موٹی باتیں بیان ہوئی ہیں اور اخلاقی اور تمدنی اور معاشرتی باتوں کی تفصیل نہیں ہے۔ کچھ ایسے ناسمجھ بھی تھے جو قرآن کریم کی تعلیمات کو وقتی سمجھتے تھے۔ اسی طرح بہت سے مسلمان قرآن شریف کو محض ایک متبرک کتاب سمجھتے تھے اور انہوں نے اس کی تلاوت اور مطالب پر غور چھوڑ دیا تھا۔ ان حالات میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بہادر جرنیل کی صورت میں خدمتِ اسلام اور خدمت قرآن کا علَم اُٹھا کر میدان میں اُترے اور آپ نے نہ صرف ان غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا بلکہ قرآن پر کئے جانے والے ہر قسم کے اعتراضات کا ٹھوس دلائل کے ساتھ جواب دیا۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیمات اور اس کے مضامین لوگوں کو سمجھائے اور اپنی کتاب ''برکات الدعا'' میں قرآن کریم کی تفسیر کے بنیادی اصول بھی بیان فرمائے۔ نیز آپ نے اپنی تحریرات میں قرآن کریم کے محاسن کو ایسی عمدگی سے بیان فرمایا کہ اس وقت کے مشہور ترین مسلمان علماء آپ کی اس خدمت قرآن پر یہ کہتے ہوئے عَش عَش کر اُٹھے کہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جانشینی میں آپ کے خلفاء نے بھی قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات کی سب دنیا میں تبلیغ کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کے کام پر خاص توجہ دی ہے۔ چنانچہ اب تک خدا کے فضل سے دنیا کی 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم پر کام مکمل ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں بڑے تواتر کے ساتھ اور منظّم طریق پر جماعت یہ کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ لاریب یہ ایسی خدمت ہے کہ سارے عالمِ اسلام کو مل کر بھی اس انداز کی خدمتِ قرآن کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

پس ہم تو انشاء اللہ آئندہ بھی قرآن کریم کی نشر و اشاعت کا کام کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کے تراجم دنیا کے چپّے چپّے پر عام کر دیئے جائیں تا کہ زیادہ سے زیادہ سعید روحیں جلد تر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے دیگر مسلمان بھائی بھی ذرا غور کریں کہ انہیں ایسی خدمت کی توفیق کیوں نہیں مل رہی۔ اس کی بنیادی وجہ صرف یہی نظر آتی ہے کہ وہ اُس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے منکر ہیں جس کی خبر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ کیونکہ قرآن کریم اور احادیث سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اسلام اور قرآن شریف کی تعلیمات کی سب دنیا میں اشاعت حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے بعد خلافت احمدیہ ہی کے ذریعہ مقدر کی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔ اوّل تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعتِ ہدایت۔ اب تم غور کر کے دیکھو تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (الصّف:10) اس شان میں فرمایا گیا ہے۔ تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 134)

پس آج ہم سب دنیا کے مسلمانوں کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ آئیں اور اس زمانہ کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہو جائیں اور آپ کی جانشینی میں قائم خلافت احمدیہ کی بیعت میں آ کر خدمت قرآن کے کاموں میں ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کو ہماری یہ دعوت قبول کرنے کی توفیق دے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم آئندہ بھی خدمت قرآن کا علَم پہلے سے بڑھ کر بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ غلبہ اسلام کا الٰہی وعدہ جلد تر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

والسلام، خاکسار

(مرزا مسرور احمد)

خلیفۃ المسیح الخامس

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 اگست 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ تمام نکاح، رشتے جو آج طے ہو رہے ہیں ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ نکاح اور شادی کے وقت لڑکا اور لڑکی دونوں کو یہ احساس ہونا چاہئے، یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ایسے رشتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر بار بار زور دیا ہے۔ پس جب تک اخلاص قائم رہے گا، تقویٰ قائم رہے گا، خدا تعالیٰ کی رضا مدنظر رہے گی، رشتے بابرکت ہوتے رہیں گے اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں گی۔ اللہ کرے یہ قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ یہ تمام نکاح جو آج ہو رہے ہیں ان میں لڑکا یا لڑکی یا دونوں ہی واقف نَو ہیں۔

پھر ان نکاحوں کا اعلان کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ پہلا اعلان میں عزیزہ نداء النصر جاوید بنت مکرم منصور جاوید صاحب کا کر رہا ہوں۔ ان کا نکاح عزیزم مباہل احمد شاکر ابن مکرم حنیف احمد شاکر صاحب سٹن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور دونوں لڑکا اور لڑکی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ نو میں شامل ہیں۔ عزیزم مباہل شاکر تو اپنی تعلیم مکمل کر کے جماعت کے کام بھی کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ درِّ عدن کا ہے جو مکرم امین اللہ صاحب کی بیٹی ہیں۔ اور یہ عزیزم سحر فاروقی جو واقفِ نو ہے اور شجر فاروقی صاحب کے بیٹے ہیں، ان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ آمنہ بتول آیت اللہ کا ہے۔ یہ بھی واقفہ نو ہیں۔ جو عزیزم مجیب احمد مرزا کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو واقفِ نو بھی ہیں اور جامعہ احمدیہ یوکے کے طالبِ علم ہیں۔

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 390

جلسہ سالانہ قادیان 2015 میں عربوں کی شرکت (2)

قسط گزشتہ میں ہم نے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی غرض سے آنے والے عرب احباب کی قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کا کسی قدر احوال نذرِ قارئین کیا تھا۔ اس قسط میں عربوں کے بارہ میں مزید کچھ بیان کرنے سے قبل خاکسار قادیان میں ہونے والی تعمیراتی ترقی اور اس کی تزئین کے لحاظ سے ہونے والے بعض کاموں کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ گواس حصہ کا عربوں سے کوئی براہ راست تعلق تو نہیں ہے لیکن یہ روز افزوں ترقی اور جاذب نظر تزئین وآرائش اور بڑھتا ہوا حسن وجمال اس بارہ میں بھی چند جملے لکھنے پر مجبور کرتا ہے۔

تاریخی مقدس عمارتوں کی حفاظت وتزئین

عہد خلافتِ خامسہ میں قادیان کے مقدس مقامات کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے اور ان کی خوبصورتی کا جس طرح خیال رکھا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اب کسی اونچے مقام پر کھڑے ہوکر قادیان کی آبادی کی طرف دیکھا جائے تو ایسے لگتا ہے کہ دارالمسیح کا علاقہ ایسا خطّۂ جمال ہے جو کسی اور مقام سے لاکر اس آبادی کے درمیان رکھ دیا گیا ہے۔ اس کا بلند منارہ اوراس کے جلو میں واقع دارالمسیح کی جملہ عمارتوں کا دلنشیں رنگ پوری آبادی سے اسے ممتاز کردیتا ہے۔ علاوہ ازیں مسجد اقصیٰ کے سامنے بننے والی بلند وبالا عمارت سے وہاں نمازیوں کے لئے بہت زیادہ گنجائش ہوگئی ہے۔

اسی طرح قبل ازیں مسجد اقصیٰ کے پرانے حصہ پر ہی گنبد تھے اور باقی توسیع شدہ حصہ گو پرانی مسجد سے بہت زیادہ تھا لیکن گنبدوں سے خالی تھا۔ اس سال جلسہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خصوصی راہنمائی میں توسیع شدہ حصہ پر بھی بالکل ویسے ہی گنبد بنا دیئے گئے ہیں جیسے پرانے حصہ پر ہیں۔ اور دونوں اطراف کے گنبدوں کے درمیان میں بڑا سا دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ گزشتہ سال تک مسجد اقصیٰ کو دیکھنے والوں میں سے اکثر نے یہی کہا ہے کہ مسجد کی ظاہری شکل اب مکمل ہوئی ہے۔ اب اس کا بیرونی منظر پہلے کی نسبت اورزیادہ دیدہ زیب ہوگیا ہے۔

اسی طرح سرائے خدام وسرائے انصار اور سرائے وسیم کے سامنے موجود ڈھاب کے بھی اکثر حصہ کو مٹی سے پُر کردیا گیا تھا اور ہمیں بتایا گیا کہ اگلے سال تک اس علاقے کو پھول پودوں سے آراستہ کردیا جائے گا۔ ایسا ہونے سے دارالمسیح کی طرف آنے والے اکثر راستے پھولوں کے درمیان سے ہوکر ہی آئیں گے۔ فالحمدللہ۔

بلاشبہ اس ظاہری خوبصورتی کے ساتھ وہاں کا روحانی ماحول اور جاذبیت ایک علیحدہ باب ہے۔ اس بیان کے بعد ہم عربوں کے سفر قادیان کے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

یَدْعُوْنَ لَکَ

ویسے تو ہم نماز فجر کے بعد یا بعض دیگر اوقات میں اکیلے یا بعض عربوں کے ساتھ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جاتے رہتے تھے لیکن ایک روز جملہ عرب احباب نے مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر دعا کے لئے جانے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ سب لوگ مل کر بہشتی مقبرہ گئے اور پھر وہاں پر سب نے انفرادی طور پر بہت لمبی دعائیں کیں۔ یہ منظر دیکھ کر خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1885ء میں ہونے والا مندرجہ ذیل الہام یاد آ گیا:

”یَدْعُوْنَ لَکَ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُاللّٰہِ مِنَ الْعَرَب۔“ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے اس الہام کو تحریر فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ: خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہو۔ وَاللّٰہُ أَعْلَمُ بِالصَّوَاب“۔ (ازمکتوب مؤرخہ 6۔اپریل 1885۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 86)

یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ آپؑ کے بیعت لینے اور جماعت بنانے سے بھی چار سال پہلے کا الہام ہے۔ اس وقت یہ کہنا کہ عرب آئیں گے اور وہ تیرے لئے دعائیں کریں گے کسی انسان کے اختیار کی بات نہیں ہے۔ اور کوئی انسان ایسا کہہ بھی دے تو اسے پورا کرنا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عربوں کے قبول احمدیت کے بعد مختلف رنگ میں یہ الہام پورا ہوا اور آج بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہورہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اور کس طرح اور کس عظیم شان کے ساتھ اس نے اس الہام کو پورا فرمانا ہے، لیکن اس جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر جملہ عرب احباب جب بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر کھڑے ہوکر درد اور بے قراری سے آپ کے لئے دعائیں کررہے تھے تو ایک چھوٹے پیمانے پر ”یَدْعُوْنَ لَکَ“ کا وعدہ پورا ہونے کا یہ منظر بھی نہایت عجیب، روح پرور اور ایمان افروز تھا۔

حضرت مسیحِ موعودؑ کے مزار مبارک پر جذبات کا حال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر پر کھڑے ہوتے ہی شاید سب کی ہی یہی حالت ہوجاتی ہے ایسے لگتا ہے جیسے سب غم تازہ ہوگئے ہوں، ساری حسرتیں جاگ اٹھی ہوں، جذبات اشکوں میں ڈھلنے لگتے ہیں اور ”مژگان چشم تر سے خون ناب“ کا سا منظر سامنے آتا ہے۔ کئی عرب احباب کے جذبات کے بارہ میں جان کر غالب کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ:

ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں
شوقِ عناں گسیختہ ، دریا کہیں جسے

اس کا کسی قدر اندازہ بعض عربوں کے جذبات کے بارہ میں پڑھ کر ہوسکتا ہے۔ ایک بہن لکھتی ہیں:

بہشتی مقبرہ میں داخل ہوکر یوں لگا کہ جیسے ہم کسی قطعۂ جنت میں داخل ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر کھڑا ہونے کا منظر بہت ہی اثر انگیز تھا۔ میں نے مزار مبارک پر کھڑے ہوکر کہا کہ اے مسیح الزمان! میں قادیان میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے آئی ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو یاد کر کے ہم سب بہت روئے اور یوں محسوس ہوا جیسے آج ہمیں آپؑ کی وفات کا شعور حاصل ہوا ہے۔ اس بات کا بھی بہت دکھ ہوا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں یہاں آنے کا شرف حاصل نہیں ہوا اور آپ کے گھر جاکر ملنے کی بجائے آپؑ کی قبر پر آئی ہوں۔ بہت ہی درد انگیز لمحات اور جذبات تھے۔ کاش کہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی اس وقت ہمارے ساتھ ہوتے۔

میں نے آپ علیہ السلام کے لئے بہت دعائیں کیں پھر خدا کے حضور عرض کیا کہ اے خدا تو مسیح الزمانؑ کو میرا سلام پہنچادے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی یہ پیغام پہنچا دے کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق مسیح محمدی کی بیعت کرلی ہے۔ میری شدید خواہش تھی کہ میں آپ علیہ السلام کو آپ کی زندگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچاتی اور آپؑ کا جواب سنتی لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔

مَیں حضور علیہ السلام کی قبر کو چھونا چاہتی تھی لیکن انتظامیہ نے مجھے منع کیا کہ یہ شرک ہے۔ میرا مقصد تو اور تھا تاہم میں نے ان کی بات مان لی۔ لیکن بڑی دیر تک اس خواہش میں کھڑی رہی کہ شاید کسی عالم تصور میں یا کسی کشفی نظارہ میں اپنے سلام کے جواب میں آپؑ کی آواز سنوں۔ اسی کیفیت میں مزار مبارک سے واپسی پر میں اس بات کا انتظار کرتی رہی کہ شاید آپ علیہ السلام میرے لئے دروازہ کھولیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بھی انتظار کرتی رہی کہ شاید آپ کسی درخت کے نیچے مجھے آملیں گے یا اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے میری طرف اشارہ کریں گے لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کیا تم نہیں جانتی کہ آپ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں۔ یہ سوچ کر پھر جذبات سے مغلوب ہوگئی اور بہت روئی، ایسے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے لئے بہت سی دعائیں کیں اور آپ کے اور ہمارے مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا۔

ایک اور فلسطینی بہن نے لکھا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر مبارک کو پہلی دفعہ دیکھنا بڑا مشکل تھا۔ بڑی خواہش تھی کہ حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھتی اور آپ سے باتیں کرتی، لیکن لوگوں کے رش اور گیٹ کی وجہ سے یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ میں نے باہر ہی کھڑے ہوکر خدا تعالیٰ کا آپ کی بعثت پر شکر ادا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا۔

میں نے قادیان میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تصویر دیکھی تھی جس میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبرِ مبارک کے پاس کھڑے ہوکر دعا کررہے تھے۔ میں نے اپنی مصری احمدی بہن سے کہا کہ اگر معلوم ہوجائے کہ حضور انور نے یہاں کھڑے ہو کر کیا دعا مانگی تھی تو مَیں بھی وہی دعا مانگوں۔ انہوں نے کہا کہ تم یہ دعا مانگو کہ اے خدا میں تجھ سے وہی مانگتی ہوں جو تیرے خلیفہ نے مانگا۔ چنانچہ میں نے کہا کہ اے خدا میں تجھ سے وہی کچھ مانگتی ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تیرے مسیحؑ کی قبر پر کھڑے ہوکر مانگا تھا۔

علاوہ ازیں ایک عرب دوست نے کہا کہ ہمارے ملکوں میں تو ہم دن کے وقت بھی قبرستانوں میں جانے سے گھبراتے ہیں اور رات کو تو ان کے قریب سے بھی گزرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ لیکن بہشتی مقبرہ میں وہ سکون اور راحت ملتی ہے کہ بار بار آنے کو دل چاہتا ہے۔

متعدد عرب احباب نے کہا کہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام آپ کو پہنچا رہے تھے تو اس وقت ہماری ایک عجیب جذباتی کیفیت تھی جس کو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔

بہشتی مقبرہ قادیان میں فوت شدہ عرب احمدی موصیان کے کتبے

اوائل عرب احمدیوں نے بھی اخلاص ووفا کی داستانیں رقم کی تھیں۔ ترقیٔ ایمان، ارتقائے روحانی اور طہارت نفس کے لئے انہوں نے بھی ہر راہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان میں سے بہت سے نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے نام کے کتبے بہشتی مقبرہ قادیان میں لگائے گئے۔ بہشتی مقبرہ کی زیارت کے دوران امسال ان پرانے احمدیوں کے کتبوں کو بھی ڈھونڈ لیا گیا۔ وہاں پر بھی عربوں کو ان مرحومین کے لئے دعا کرنے کی توفیق ملی۔ نیز جن کی وصیت نہیں تھی انہیں وصیت کے نظام میں شامل ہونے کا شوق بھی پیدا ہوا۔ یہ خوش نصیب سات شامی مرد وخواتین ہیں جن کے نام کے کتبے بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر 9 میں لگائے گئے ہیں۔ ریکارڈ کی خاطر ان کے کتبوں پر لکھی گئی تفاصیل ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

(1) یادگار نمبر 1100
مکرم خضر القزق صاحب ولد علی صالح القزق صاحب ساکن ومدفن دمشق شام۔ ولادت 1904ء ، بیعت 1929ء، عمر: 87 سال، تاریخ وفات 1991ء، وصیت نمبر 20745۔

(2) یادگار نمبر 1101
مکرم ناصر بن عبدالقادر عودہ صاحب
ساکن ومدفن دمشق شام، ولادت 1928ء ، پیدائشی احمدی، عمر 64 سال، تاریخ وفات 1990ء، وصیت نمبر 20736

(3) یادگار نمبر 1102
مکرمہ نظمیہ صاحبہ بنت مکرم الحاج نورالدین الحصنی صاحب
ساکن ومدفن دمشق شام، ولادت 1893ء، بیعت 1935ء، تاریخ وفات 2001ء، وصیت نمبر 20237

(4) یادگار نمبر 1103
مکرمہ عزیزہ صاحبہ بنت مکرم خضر محمود صاحب
ساکن ومدفن دمشق شام، ولادت 1921ء، بیعت 1961ء، عمر 80 سال، تاریخ وفات 2001ء، وصیت نمبر 20738

(5) یادگار نمبر 1104
مکرم علاء الدین صاحب ولد مکرم مصطفیٰ النویلاتی صاحب
ساکن ومدفن دمشق شام۔ ولادت 1920ء، پیدائشی احمدی، عمر: 69 سال، تاریخ وفات 1989ء، وصیت نمبر 20739۔

(6) یادگار نمبر 1105
مکرمہ سہیلہ صاحبہ بنت مکرم عین القزق صاحب
ساکن ومدفن دمشق شام، ولادت 1914ء، بیعت 1931ء عمر 75 سال، تاریخ وفات 1889ء، وصیت نمبر 20740

(7) یادگار نمبر 1108
مکرم منیر الدین الحصنی صاحب ولد مکرم نورالدین الحصنی صاحب ساکن ومدفن دمشق شام۔ ولادت 1899ء، بیعت 1928ء، عمر: 89 سال، تاریخ وفات اپریل 1988ء، وصیت نمبر 3707۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو غریق رحمت فرمائے اور انکی اولادوں کو بھی انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عربوں کے سفر قادیان اور جلسہ سالانہ میں شرکت کے باقی حالات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی آئندہ)

توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

(تقریر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 2 جون 1929ء بر موقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

قسط نمبر 3

علمی لحاظ سے مسئلہ توحید کی اہمیت

اب مَیں علمی لحاظ سے مسئلہ توحید کی اہمیت پیش کرتا ہوں۔

اوّل: علم سائنس میں بغیر توحید کے ترقی نہیں ہوسکتی۔ سائنس اس قانون کی دریافت کا نام ہے جو دنیا میں جاری ہے۔ مثلاً یہ کہ آگ جلاتی ہے پانی پیاس بجھاتا ہے۔ غرض خواص اشیاء جو ایک مقررہ رنگ میں چلتے ہیں، ان کا دریافت کرنا سائنس ہے۔ اب اگر آگ کسی اور خدا نے پیدا کی ہو، درخت کسی اور خدا نے، پہاڑ کسی اور نے، تو یہ چیزیں آپس میں موافقت نہیں رکھیں گی بلکہ ایک دوسرے سے ٹکراتی رہیں گی۔ لیکن جب یہ تسلیم کیا جائے کہ پرمیشور ایک ہی ہے اور سب چیزیں اسی کے ماتحت ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ سب کے لئے ایک ہی قانون جاری ہے اور یہ بغیر ایک خدا کے ہو نہیں سکتا۔ اگر دنیا کی تمام اشیاء کے لئے ایک ہی ہستی قانون جاری کرنے والی نہیں تو پھر سائنس باطل ہے۔ اب پانی میں بجھانے اور آگ میں جلانے کی خاصیت ہے۔ اگر آگ پیدا کرنے والا خدا اور ہو اور پانی پیدا کرنے والا اور، اور وہ اپنی اپنی پیدا کردہ چیزوں کی خاصیتیں بدل دیں تو کیا کام چل سکتا ہے۔ مثلاً ایک خدا نے مگنیشیا اس لئے بنایا کہ جلاب لگائے اور دوسرے خدا نے معدہ ایسا بنایا کہ مگنیشیا کے اثر کو قبول کرلے۔ لیکن اگر وہ معدہ کی اس خاصیت کو بدل دے تو پھر خواہ کوئی کتنا مگنیشیا پیئے جلاب ہی نہ لگیں گے۔ غرض بغیر توحید ماننے کے سائنس چل ہی نہیں سکتی اور نہ کوئی دنیا میں ترقی ہوسکتی ہے۔

دوم: بغیر توحید کے عِلم کی تحقیق کی جرأت بھی کسی کو نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر یہ سمجھا جائے کہ اَور چیزوں میں بھی خدائی طاقتیں ہیں تو ان کی تحقیقات کرنے کی کیونکر جرأت کی جائے گی۔ مثلاً جو شخص کسی چیز کے متعلق یہ سمجھے کہ وہ بھی ربّ ہے، اسے چیرنے پھاڑنے کے لئے کس طرح تیار ہوسکے گا۔ لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ ایک ہی خدا ہے جس نے باقی سب چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں تو پھر انسان ان اشیاء کی تحقیقات کریں گے اور اس طرح علوم میں ترقی ہوگی۔ **چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید پر زور دینے کے بعد علوم میں اس قدر ترقی ہوئی جس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر تیرہ سو سال کے اندر اندر علوم نے اس قدر ترقی کی ہے کہ جو پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوئی۔ یہ توحید کی وجہ سے ہی علوم نے ترقی کی۔ جب لوگوں نے یہ سمجھا کہ تمام چیزوں کا ایک ہی خدا ہے اور اس نے سب چیزیں انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں تو اس سے علوم میں ترقی کرنے کے دروازے کھل گئے۔ ہر چیز کے متعلق تحقیقات شروع ہوگئی۔

ان پہلوؤں کے علاوہ جن کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے، **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طرح بھی توحید کو قائم کیا ہے۔ یعنی اصولی طور پر توحید کی تعلیم دی ہے۔ آپؐ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ توحید کو مان لو بلکہ یہ بھی بتایا ہے کہ کس طرح مانو۔**

اسی طرح آپؐ نے یہی نہیں فرمایا کہ شرک نہ کرو بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ کس طرح شرک نہ کرو اور کس طرح اس سے بچو۔

پھر آپؐ نے صرف یہ نہیں کہا کہ توحید کو مان لو بلکہ توحید کے دلائل دے کر کہا ہے کہ اسے مانو۔

اسی طرح آپؐ نے صرف یہی نہیں کہا کہ شرک نہ کرو بلکہ دلائل دے کر شرک کی برائی سمجھائی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں شرک کے متعلق آتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔ اللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ ۔ (الاخلاص: 2 تا 5)

اس میں چار اقسام کا شرک پیش کر کے اس کا ردّ کیا گیا ہے۔

شرک کی چار اقسام

فرمایا: شرک چار طرح کیا جاسکتا ہے۔

اوّل **شرک اَحدیت کے لحاظ سے** کہ خدا کی ذات ایسی کوئی اور ذات قرار دی جائے۔ یہ درست نہیں کیونکہ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ایک ہی ہے، کوئی اس کا ہم پایہ نہیں۔

دوم یہ کہ **صفات کے لحاظ سے** خدا کا شریک مقرر کیا جائے۔ یہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ اللّٰهُ الصَّمَدُ۔ صمد وہ ہے جس کی مدد کے بغیر کوئی چیز قائم نہ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کا سہارا اس کی صفات کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ یہ خیال کرنا شرک ہے کہ کوئی اَور ہستیاں بھی ہیں جن کی مدد کے بغیر کوئی چیز زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی یا کوئی کام نہیں ہوسکتا۔

سوم یہ کہ کوئی خیال کرے خدا ایک زمانہ میں تھا مگر پھر فوت ہوگیا اور آگے اس کی اولاد چل پڑی۔ یہ بھی شرک ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ میں یہ نقص ماننا پڑتا ہے کہ وہ فنا ہوجاتا ہے۔ یہ ازلیت کے لحاظ سے شرک ہے۔

چہارم یہ کہ کسی کو خدا کا ہمسر ماننا بھی شرک ہے۔ یعنی یہ کہ کسی دوسرے کو خدا نے اپنی طاقتیں دے دیں اور وہ اس طرح خدا کے برابر ہوگیا۔ یہ بھی شرک ہے۔ یہ چار اقسام شرک کی ہیں۔ دنیا کے سارے شرک ان کے اندر آجاتے ہیں۔

توحید کی تفصیلات

پھر توحید کے متعلق فرمایا:

اَللّٰهُ لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ ۔لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلاَ يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرہ: 256) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وہ اپنی ذات میں زندہ ہے اور دوسروں کو زندہ رکھتا ہے لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ۔ پھر اس کے کاموں میں وقفہ نہیں پڑتا۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس کے کاموں میں وقفہ پڑ جاتا ہے تو وہ بھی شرک کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وقفہ ماننے کا یہ مطلب ہوا کہ اگر خدا کا تعلق دنیا سے نہ رہے تو بھی دنیا اپنے آپ چل سکتی ہے۔ تو فرمایا لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ کہ اسے نیند یا اونگھ کبھی نہیں آئی۔ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الأَرْضِ ہر ایک چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ انسان کو چاہئے ہر چیز کے متعلق یہی سمجھے کہ اس کا اصل مالک خدا ہی ہے اور کسی کا اختیار اس پر نہیں ہے۔ مَن ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ پھر یہ بھی تسلیم کرے کہ بے شک دعائیں قبول کرنے کا سلسلہ خدا تعالیٰ نے جاری رکھا ہے۔ مگر یہ خیال نہ کرے کہ کوئی خدا سے کوئی بات زور سے منوا سکتا ہے۔ خدا خود کسی امر کے متعلق اجازت دے کہ لو اب مانگو تو انسان مانگ سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔ وہ جانتا ہے جو ہو چکا یا جو ہوگا۔ توحید کے لئے علم کامل ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ علم کامل کے بغیر تصرّف کامل نہیں ہوسکتا۔ پس خدا تعالیٰ کے متعلق علم کامل کا ماننا ضروری ہے۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ إِلاَّ بِمَا شَآءَ اور کوئی انسان خدا کے دیئے ہوئے علم کے بغیر کچھ نہیں حاصل کرسکتا۔ پس انسان سمجھے جو کچھ اسے حاصل ہونا ہے خدا ہی سے حاصل ہونا ہے۔ آگے فرمایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ اس کی کرسی ساری زمین اور آسمانوں پر چھا گئی۔ کرسی وہ مقام ہوتا ہے جہاں بیٹھ کر کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر ذرّہ جو حرکت کرتا ہے، خدا کے تصرّف کے ماتحت کرتا ہے۔ اس کے مانے بغیر بھی توحید کامل نہیں ہوسکتی۔ آگے فرمایا وَلَا يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وہ جو حفاظت کر رہا ہے اس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا، ہمیشہ جاری رہے گی۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ باوجود اس کے کہ ہر ذرّہ ذرّہ سے اس کی قدرت ظاہر ہو رہی ہے، وہ اتنا بلند ہے کہ کوئی خود بخود اس کی کُنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ الْعَظِيْمُ مگر وہ بلندی پر ہی نہیں کہ کوئی اس کی کُنہ تک نہ پہنچ سکے بلکہ وہ عظیم بھی ہے۔ قدرتوں کے ظہور سے اتنا روشن ہے کہ ہر شخص جو کوشش کرے، اسے پا سکتا ہے۔ ہر شخص بڑی جلدی اس تک پہنچ سکتا اور اس کا وصال حاصل کرسکتا ہے۔

پس بتایا کہ **توحید کامل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کامل اتحاد اور وصال ہوجائے۔ جب کوئی خدا کو پالے، اس وقت اسے توحید کامل حاصل ہوگئی۔ گویا اتّصال کا نام ہی توحید ہے۔**

یہ وہ توحید ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی ہے کہ اسی دنیا میں خدا سے ایسا وصل ہوجائے کہ انسان کا اپنا وجود مٹ جائے اور خدا ہی خدا باقی رہے۔

توحید کے معنیٰ

توحید کے معنی ہیں خدا تعالیٰ کو ایک بتانا اور ایک قرار دینا، یعنی اپنی زبان کے اقرار کے علاوہ اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کرنا کہ خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی مرضی سے انسان کی مرضی مطابقت نہیں رکھتی، اگر خدا تعالیٰ کے ارادوں سے انسان کے ارادے نہیں ملتے تو وہ توحید کا سچا اقرار نہیں کرتا۔ اصل توحید یہ ہے کہ انسان اپنے وجود کو مٹا کر دکھا دے کہ خدا تعالیٰ ہی کی مرضی دنیا میں چلتی ہے۔

دلائل سے شرک کا ردّ

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائل سے شرک کا ردّ فرمایا ہے۔ آپؐ نے شرک کے ردّ میں ایک دلیل یہ دی کہ کوئی چیز دنیا کی ایسی نہیں جو کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو۔ ہر ایک چیز دوسری کی محتاج ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے، اس کا تعلق سورج سے ہے۔ گرمی پانی کو بخارات بنا کر اُڑاتی ہے اور اس طرح بادل بنتے ہیں۔ پھر اس سے زمین کی گردش کا تعلق ہے۔ اسی طرح ہر چیز کا ایک سلسلہ چلتا ہے۔

دہلی میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے انہوں نے اپنے ایک شاگرد سے پوچھا میاں تمہیں لڈّو کھانا آتا ہے۔ اس نے کہا یہ کونسی مشکل بات ہے۔ لڈّو اٹھایا اور منہ میں ڈال لیا۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، یہ کھانے کا طریق نہیں۔ کسی دن لڈّو آئے تو تمہیں بتائیں گے کس طرح کھانا چاہئے۔ ایک دن کسی نے لڈّو لا کر پیش کئے تو انہوں نے شاگرد کو بلا کر پاس بٹھا لیا اور ایک لڈّو اٹھا کر رومال پر رکھ لیا۔ اس سے ایک تھوڑا سا ٹکڑا توڑا اور کہنا شروع کیا: میاں غلام علی (یہ ان کے شاگرد کا نام تھا) تمہیں پتہ ہے اس لڈّو کی تیاری کے لئے خدا تعالیٰ نے کتنے سامان پیدا کئے۔ اس میں گھی پڑا، میٹھا پڑا، میدہ پڑا اور کتنی چیزیں پڑیں۔ پھر ان چیزوں کی تیاری میں کتنے سامان کئے گئے اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ مظہر جان جاناں ایک لڈّو کھائے۔ آگے ان کی تشریح کرنی شروع کردی۔ ساتھ ساتھ ہر بات پر محویت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے جاتے تھے۔ اس میں ظہر سے عصر کی نماز کا وقت ہوگیا اور اٹھ کر نماز پڑھنے چلے گئے۔

غرض کوئی چیز دنیا کی ایسی نہیں جو خود بخود بغیر کسی دوسری چیز کے سہارے کے قائم ہو۔ ہر ایک کا ایک سلسلہ چلتا ہے۔ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے لئے بیسیوں سامان پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ اگر بچہ پیدا کرنے والا کوئی اَور خدا ہو اور اس کی ضروریات پیدا کرنے والا کوئی اَور تو پھر بچہ کے لئے اس کی ضروریات کا کس طرح انتظام ہوتا۔ بچہ کی پیدائش سے بھی پہلے اس کی ضروریات کا انتظام موجود ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی خدا ہے جو بچہ کو پیدا کرنے والا اور اس کے لئے انتظام کرنے والا ہے۔ اسی طرح سب جگہ ایک ہی انتظام اور ایک ہی قانون جاری ہے جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور بھی بیسیوں دلائل ہیں۔ لیکن انہیں مَیں اس وقت چھوڑتا ہوں۔

توحید کی اشاعت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مساعی جلیلہ

اب مَیں یہ بتاتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی اشاعت کے لئے کیا کیا۔ اس کے لئے بھی صرف ایک بات پیش کرتا ہوں۔ آپ سے لوگوں کی ساری دشمنی توحید ہی کے پھیلانے کی وجہ سے تھی۔ ایک دفعہ کفار نے آپ کو کہلا بھیجا اگر مال چاہتے ہو تو ہم تمہیں مال جمع کر دیتے ہیں، اگر حکومت چاہتے ہو تو تمہیں اپنا حاکم ماننے کے لئے تیار ہیں، اگر خوبصورت عورت چاہتے ہو تو سارے عرب میں سے خوبصورت عورت پیش کرنے کے لئے تیار ہیں، اور اگر دماغ خراب ہوگیا ہے تو اس کا علاج کرنے کے لئے بھی تیار ہیں، مگر تم ہمارے بتوں کے خلاف کچھ نہ کہو۔ جب یہ پیغام ایک رئیس نے آپ کو پہنچایا تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے کہ میری بے نفس خدمت کی ان لوگوں نے کیا قیمت ڈالی ہے۔ اور جواب میں فرمایا: اگر سورج کو میرے دائیں رکھ دو اور چاند کو بائیں اور کہو توحید چھوڑ دوں تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ پیغام لانے والا آپ کا بڑا سخت دشمن تھا۔ مگر آپ کا جواب سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے۔

اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔

یہ غیر اسلامی روح ہے کہ چونکہ دوسرے کے حق پر ہم ایک لمبے عرصے سے قائم ہیں، اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس حق کو اپنا حق سمجھنے کی ایک عادت ہمیں ہوگئی ہے اس لئے ہم دوسرے کو وہ حق نہیں دے سکتے۔ یہ انتہائی غلط چیز ہے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ افسوس ہے کہ بعض دفعہ قضاء میں ایسے معاملات آتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بھی بھائی بھائی کا حق دبا رہا ہوتا ہے یا دوسرے عزیزوں کے حق دبا رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس طرف توجہ کریں تو ہمارے قضاء کے بھی بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔ میرا کیا اور تیرا کیا۔ غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔

ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔ مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔

افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔ تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔

بعض دفعہ چاہنے کے باوجود بعض کام نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ وہ چاہنا جو ہے وہ بے دلی سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ تمام لوازمات جو بیان کئے گئے ہیں وہ نہیں ہوتے۔ عزم نہیں ہوتا، حوصلہ نہیں ہوتا، محنت نہیں کی جاتی۔ صرف دل میں سوچا جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔ اس بات کو خاص طور پر مَیں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے۔ کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔ باقی کاموں کو جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں، اپنی تمام تر صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔ یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

یہ بھی ایک ہنسی ہی ہے کہ ایک وقت آ کر نماز پڑھ لی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ فرائض ادا ہو گئے۔ یا ان لوگوں کے لئے بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد میں آ کر ایک نماز پڑھ لی اور فرض ادا ہو گیا بس کافی ہے۔ پس وہ لوگ جو نمازوں کی طرف باقاعدگی سے توجہ نہیں دیتے وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔ پانچ نمازیں ہر بالغ عاقل مسلمان پر فرض ہیں اور مَردوں پر یہ مسجدوں میں باجماعت فرض ہیں اور اس کے لئے انتظام ہونا چاہئے۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہم بالغ نہیں۔ یا یہ کہہ دیں کہ بے عقل ہیں، تو ٹھیک ہے۔ اور جب یہ دونوں چیزیں نہیں تو پھر باجماعت نماز کی ہر جگہ کوشش ہونی چاہئے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک نیک کام کرتا ہے تو پہلے سے زیادہ عاجزی اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مزید نیک کاموں کی دعا مانگتا ہے۔

ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں آتا ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے، یاد رکھنی چاہئے۔ ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے، اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

زبان سے فرمانبرداری کا دعویٰ کرنا کوئی چیز نہیں۔ عمل اصل چیز ہوتی ہے۔ ورنہ محض منہ سے اطاعت کا دعویٰ کرنے والا بعض دفعہ سب سے بڑا منافق بھی ہو سکتا ہے۔

احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے۔ لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ چیز قائم رہے اور اگر ہمارے زمانے میں نہیں تو ہماری نسلیں اس کو دیکھنے والی ہوں۔

چند سال ہوئے مَیں نے کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ کم از کم اب ہمیں چاہئے کہ چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ کیونکہ بعض جگہ جماعت کے جو حالات ہیں ان میں بہت زیادہ سختی اور شدت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چِلّائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہوگی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دُور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دُور ہوں گی۔

ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چِلّانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں۔ صدقات دیں۔ روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو، جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں، جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں، ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں۔ اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی کے لئے اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12؍فروری 2016ء بمطابق 12 تبلیغ 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مختلف خطبات اور خطابات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بعض سبق آموز باتیں اور کہانیاں بیان فرماتے ہیں۔ مَیں مختلف اوقات میں یہ بیان کرتا رہا ہوں۔ آج بھی یہی بیان کروں گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی طرف سے کھڑا کرتا ہے یا انبیاء بھیجتا ہے تو ان کی تائید و نصرت بھی فرماتا ہے اور اگر صداقت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی کثیر آبادی کو ان کے غلط کاموں کی وجہ سے سزا دینا چاہے تو پرواہ نہیں کرتا اور سزا دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کہانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بچپن میں ہمیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہتے تو آپ ہمیں ایسی کہانیاں سناتے جنہیں سن کر عبرت حاصل ہوتی۔ (یہ مضمون بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں) انہی کہانیوں میں سے ایک کہانی مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے مَیں نے سنا۔ آپ فرماتے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان اس وجہ سے آیا کہ لوگ اس وقت بہت گندے ہو گئے تھے اور گناہ کرنے لگ گئے تھے۔ وہ جوں جوں اپنے گناہوں میں بڑھتے جاتے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی قیمت گرتی جاتی۔ یہ کہانی ہے کہ آخر ایک دن ایک پہاڑی کی چوٹی پر کوئی درخت تھا اور وہاں گھونسلے میں چڑیا کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس بچے کی ماں کہیں گئی اور پھر واپس نہ آ سکی۔ شاید مر گئی یا کوئی اور وجہ ہوئی کہ نہ آئی۔ بعد میں اس چڑیا کے بچے کو پیاس لگی اور وہ پیاس سے تڑپنے لگا اور اپنی چونچ کھولنے لگا۔ تب خدا تعالیٰ نے یہ دیکھ کر اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور زمین میں پانی برساؤ اور اتنا برساؤ کہ اس پہاڑی کی چوٹی پر جو درخت ہے اس کے گھونسلے تک پہنچ جائے تا کہ چڑیا کا بچہ پانی پی سکے۔ فرشتوں نے کہا خدایا وہاں تک پانی پہنچانے میں تو ساری دنیا غرق ہو جائے گی۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ کوئی پرواہ نہیں۔ اس وقت دنیا کے لوگوں کی میرے نزدیک اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی اس چڑیا کے بچے کی حیثیت ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 679-678)

پس گو یہ کہانی ہے لیکن اس کہانی میں یہ سبق ہے کہ صداقت اور راستی سے خالی دنیا ساری کی ساری مل کر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک چڑیا کے بچے جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

پس آج اس کہانی سے جہاں ہم یہ سبق لیتے ہیں کہ صداقت پر کھڑا ہونا چاہئے۔ اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ اپنے اندر کی برائیاں دور کریں گے اور نیکیوں کو قائم کریں گے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ہماری حالت میں اگر ترقی کے بجائے انحطاط ہو رہا ہے، نیچے گر رہی ہے تو ہم اپنے مقصد سے دُور ہٹ رہے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ہماری کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔

اسی طرح یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ دنیا کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ بہت سارے ممالک میں نہ عوام اور نہ حکومتیں ایک دوسرے کا حق ادا کر رہی ہیں۔ فتنہ و فساد ہے۔ اور جہاں بظاہر فتنہ و فساد کی حالت نہیں یا بہت زیادہ خراب حالت نہیں وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دُور ہو کر بلکہ اس کے خلاف بدزبانی کر کے، غلط باتیں کر کے اس کی ہتک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہاں غلاظتوں میں بھی اتنے ڈوب رہے ہیں کہ غیر فطری کاموں کو قانوناً نافذ کیا جا رہا ہے بلکہ کہا جاتا ہے جو غلیظ کاموں کی حمایت نہیں کرتا وہ قانون کا مجرم ہے۔ یہ زلزلے، یہ طوفان یہ فسادات، بے انتہا بارشیں جنہوں نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ گناہوں کی انتہا ہو رہی ہے اور یہ تو ابھی وارننگ ہے جو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تنبیہ کر رہا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لا سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کو عقل آئے۔

پھر آجکل کی باتوں میں سے ایک بات ہم دیکھتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ ہے کہ دنیا میں اپنے حق لینے کے لئے باتیں ہوتی ہیں چاہے اس سے دوسرے کو کتنا ہی نقصان پہنچے۔ ایک حقیقی مسلمان کی اس بارے میں کیا سوچ ہونی چاہئے؟ اس بارے میں یہ واقعہ بہترین رہنما ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک صحابی اپنا گھوڑا دوسرے صحابی کے پاس فروخت کرنے کے لئے لایا اور اس کی قیمت مثلاً دو سو روپے بتائی۔ دوسرے صحابی نے کہا کہ مَیں اس قیمت میں گھوڑا نہیں لے سکتا کیونکہ اس کی قیمت دوگنی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دوسرے کو کہا کہ لگتا یہ ہے کہ آپ کو گھوڑوں کی قیمت سے واقفیت نہیں۔ لیکن مالک نے زیادہ قیمت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب میرا گھوڑا زیادہ قیمت کا نہیں تو مَیں کیوں زیادہ قیمت لوں۔ اور اس پر ان کی تکرار ہوتی رہی یہاں تک کہ ثالث کے ذریعہ سے انہوں نے فیصلہ کرایا۔ یہ اسلامی روح تھی جو ان دو صحابہ نے دکھائی۔ اسلام کا حکم یہی ہے کہ ہر شخص بجائے اپنا حق لینے کے اور اس پر اصرار کرنے کے دوسرے کے حق کو دینے اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ (اُس زمانے میں بعض ہڑتالیں ہو رہی تھیں۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ) جس وقت یہ روح قائم ہو جائے اس وقت ساری strikes خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔ مگر کم سے کم نیکی یہ ہے کہ جب کسی کی طرف سے اپنے حق کا سوال پیدا ہو تو اسے وہ حق دے دیا جائے اگر وہ اس کا حق بنتا ہے۔ یہ غیر اسلامی روح ہے کہ چونکہ دوسرے کے حق پر ہم ایک لمبے عرصے سے قائم ہیں، اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس حق کو اپنا حق سمجھنے کی ایک عادت ہمیں ہو گئی ہے اس لئے ہم دوسرے کو وہ حق نہیں دے سکتے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 137) یہ انتہائی غلط چیز ہے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

مثلاً آجکل کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی یہ ہڑتالوں کا جو حق دیا گیا ہے وہ بھی بغیر سوچے سمجھے ہے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی حدود کیا ہونی چاہئیں۔ مثلاً آجکل اس ملک میں، یوکے (UK) میں جونیئر ڈاکٹروں کی ہڑتال ہے جس سے مریض پریشان ہو رہے ہیں۔ اپنا حق لینے کے لئے مریضوں کو نہ صرف علاج کی سہولت کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے بلکہ بعض دفعہ ان کی زندگیوں سے بھی کھیلا جا رہا ہے۔ مجھے یاد ہے اس دفعہ جاپان کے دورے میں ایک عیسائی پادری جو بڑے شریف النفس انسان ہیں، مجھ سے انہوں نے سوال کیا کہ امن کی کیا تعریف ہے، کس طرح قائم کیا جائے۔ کہنے لگے کہ مجھے ابھی تک تسلی بخش جواب کہیں سے نہیں ملا کہ امن کی کیا تعریف ہے۔ تو مَیں نے انہیں یہ بتایا جو مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ اسلام کہتا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہ دوسرے کے لئے پسند کرو۔ جب ایسا کرو گے تو ایک دوسرے کے حق قائم کر رہے ہو گے اور جب حق قائم کرو گے تو امن ہو گا۔ ایک دوسرے کے لئے پھر تم لوگ سلامتی بھی بھیج رہے ہو گے۔ کہنے لگا یہ تعریف میرے دل کو بڑی لگی ہے۔ یہ پہلی دفعہ سنی ہے۔

پس آج اسلام ہی ہر معاملے کے حقیقی راستے دکھا سکتا ہے لیکن اس کے عملی نمونے دکھائے بغیر ہم دنیا کو قائل نہیں کر سکتے۔ ناجائز حق لینے کا تو سوال ہی نہیں اگر ہم جائز حق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائیں اس لئے کہ امن قائم کرنا ہے تو امن قائم ہو گا۔ ہم جائز حق بھی چھوڑ دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور جب یہ ہو گا تو کیونکہ ایک معاشرے میں دونوں طرف سے حقوق ادا کرنے کی کوشش ہو رہی ہو گی تو دوسرا فریق بھی اگر مومن ہے تو وہ بھی ناجائز حق نہیں لے گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے کا ناجائز حق لے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض دفعہ قضاء میں ایسے معاملات آتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بھی بھائی بھائی کا حق دبا رہا ہوتا ہے یا دوسرے عزیزوں کے حق دبا رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس طرف توجہ کریں تو ہمارے قضاء کے بھی بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے لئے اسلام کیا سوچ ہمیں دیتا ہے اور صحابہ کے کیا نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ بھائیوں بھائیوں میں بعض دفعہ ناراضگی کی کوئی بات ہو جاتی ہے، بحث ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسن کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی اور نرم تھی لیکن حضرت امام حسین کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا۔ ان میں جو جھگڑا ہوا اس میں حضرت امام حسین کی طرف سے زیادہ سختی کی گئی لیکن حضرت امام حسن نے صبر سے کام لیا۔ اس جھگڑے کے وقت بعض اور صحابہ بھی موجود تھے۔ جب جھگڑا ختم ہو گیا تو دوسرے دن ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام حسن جلدی جلدی کسی طرف جا رہے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت حسن کہنے لگے کہ مَیں حسین سے معافی مانگنے چلا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ آپ معافی مانگنے جا رہے ہیں۔ مَیں تو خود اس جھگڑے کے وقت موجود تھا اور میں جانتا ہوں کہ حسین نے آپ کے متعلق سختی سے کام لیا۔ پس یہ ان کا کام ہے کہ وہ آپ سے معافی مانگیں، نہ یہ کہ آپ ان سے معافی مانگنے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت حسن نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مَیں اس لئے تو ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر سختی کی تھی کیونکہ ایک صحابی نے مجھے سنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گا۔ تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حُسین سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔ اب اگر حسین معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہان سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہو گئی اور اگلے جہان میں بھی مَیں پیچھے رہا۔ چنانچہ مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر سختی ہو گئی ہو تو ہو گئی اب مَیں اُن سے پہلے معافی مانگ لوں گا تا کہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔ (ماخوذ از الفضل 23 مئی 1944ء صفحہ 4 کالم 3-2 جلد 32 نمبر 119) پس یہ وہ سوچ ہے جسے ہمیں اپنے پر لاگو کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے ایک لطیفہ سنا ہوا ہے جو شاید مقامات حریری یا کسی اور کتاب کا قصہ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی مہمان کسی جگہ نہانے کے لئے گیا۔ حمام کے مالک نے مختلف غلاموں کو خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ بعض ملکوں میں حمام ہوتے ہیں جہاں خادم ہوتے ہیں جو مہمانوں کو مالش کرتے ہیں، نہلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت مالک موجود نہ تھا۔ جب وہ نہانے کے لئے حمام میں داخل ہوا تو تمام غلام اسے آ کر چمٹ گئے اور چونکہ سر کو آسانی سے ملا جا سکتا ہے اس لئے یکدم سب سر پر آ گرے۔ ایک کہے کہ میرا سر ہے۔ دوسرا کہے یہ میرا سر ہے۔ جس پر آپس میں لڑائی شروع ہو گئی اور ایک نے دوسرے کے چاقو مار دیا جس سے وہ زخمی ہو

گیا۔شور ہونے پر پولیس بھی آ گئی اور معاملہ عدالت تک پہنچا۔عدالت کے سامنے بھی ایک غلام یہ کہہ رہا تھا کہ یہ میرا سر ہے۔دوسرا کہے کہ یہ میرا سر تھا۔عدالت نے نہانے والے سے پوچھا تو وہ کہنے لگا حضور! یہ تو بے سر تھے۔ بیوقوف تھے۔ان کی باتوں پر تو مجھے تعجب نہیں۔تعجب یہ ہے کہ آپ نے بھی یہ سوال کر دیا۔حالانکہ سر نہ اِس کا ہے نہ اُس کا ہے۔سر تو میرا تھا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ مثال اس لئے دیا کرتے تھے کہ دنیا کے جھگڑے بیہودہ ہوتے ہیں۔میرا کیا اور تیرا کیا۔غلام کا تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔وہ تو جب اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اس کا کچھ بھی نہیں۔ایک حقیقی مسلمان کے بارے میں بتایا جا رہا ہے اور یہ واقعہ اس تناظر میں بیان ہو رہا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ہوتا ہے وہ میرا یا تیرے کا سوال نہیں کرتا۔وہ تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں عبداللہ ہوں۔اب اس کا کچھ بھی نہیں ہوتا۔سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہے۔حقیقی مومن جب بنتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ہے۔اس کے بعد میرے تیرے کا سوال ہی کہاں باقی رہ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لو۔اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی عبداللہ رکھا گیا ہے جیسا کہ آتا ہے ''لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰہ''۔تو خدا تعالیٰ کا غلام ہوتے ہوئے ہماری کوئی چیز نہیں رہتی بلکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔اسی لئے قرآن مجید نے بالوضاحت بتایا ہے کہ ہم نے مومنوں سے مال و جان لے لی۔دوست، عزیز، رشتہ دار سب جان کے تحت آتے ہیں اور باقی مملوکات مال کے تحت آتی ہیں اور یہی دو چیزیں ہوتی ہیں جن کا انسان مالک ہوتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ دونوں چیزیں مومنوں سے لے لیں۔ان کی جان بھی لے لی اور ان کا مال بھی لے لیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں یہ جھگڑے نہیں ہونے چاہئیں کہ یہ چیزیں میری ہیں۔اور یہ چیز میری ہے اور وہ اس کی۔ یہ جھگڑے نہ کرو۔میرے اور تیرے کا سوال نہیں یہاں ہوتا۔تم اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے زور لگاؤ اور چھوڑ دو ان باتوں کو کہ تم کہو کہ فلاں پریذیڈنٹ کیوں بنا۔(اب یہاں انتخابات کی بات ہوگئی، عہدیداروں کی بات ہوگئی۔بعض لوگ جھگڑے پیدا کرتے ہیں کہ فلاں کیوں امام الصلوٰۃ بن گیا ہم اس کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں گے۔) فلاں پریذیڈنٹ کیوں بن گیا۔فلاں کیوں نہ بنا۔فلاں سیکرٹری کیوں بن گیا۔فلاں کیوں نہ ہوا۔یا جب تک فلاں شخص امام نہ بنے ہم فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 16 صفحہ 271-270)

یہ باتیں صرف سننے کے لئے نہیں ہیں۔شاید بعضوں کا خیال ہو کہ حضرت مصلح موعود کے زمانے میں شاید ایسے لوگ تھے اور اب ایسے نہیں ہیں۔اب بھی ایسی شکایتیں ملتی رہتی ہیں۔اس زمانے میں تو صحابہ بھی تھے جو ایسے ٹیڑھے لوگوں کی اصلاح بھی کر دیا کرتے تھے۔لیکن ہم جو نبوت کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں اور آئندہ مزید دور جاتے رہیں گے اس زمانے میں ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمیں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔انتخابات کے موقع پر بھی ایسے سوال اٹھتے رہتے ہیں اگر بعض دفعہ بعض حالات میں جب اکثریت ووٹ کے خلاف فیصلہ دیا جائے تو اس قسم کے سوال لوگ لکھتے رہتے ہیں۔ یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے۔ جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے ہی ایک ملک میں ایک مجلس کی لجنہ کا انتخاب ہوا وہاں سے مجھے خط آ گیا کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے، فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔وہ تو ایسی ہے، وہ ویسی ہے۔تو اس قسم کی بیہودگیوں سے ہمیں بچنا چاہئے اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے جب تک وہ بنایا گیا بہرحال اس سے مکمل تعاون کرنا چاہئے۔

پھر ایک بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔ایک بات یہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ مصمّم ارادے کے ساتھ کوشش کرے اور اسے انجام تک پہنچائے اور بجائے دوسروں پر انحصار کرنے کے چاہے وہ افسر ہوں یا عہدیدار ہوں وہ صرف اپنے ماتحتوں پر انحصار نہ کیا کریں بلکہ خود بھی براہ راست ہر کام میں نگرانی رکھیں اور involve ہونے کی کوشش کریں۔تبھی کام صحیح رنگ میں انجام تک پہنچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک امیر آدمی تھا اس کا ایک بڑا لنگر تھا جس سے محتاج لوگ کثیر تعداد میں روزانہ کھانا کھاتے تھے لیکن بڑی خرابی یہ تھی کہ بدنظمی بہت زیادہ تھی۔امیر آدمی تھا، خود اس شخص میں نگرانی کی رغبت نہیں تھی، اس طرف توجہ نہیں دیتا تھا اور ملازم خائن اور بددیانت تھے۔ کچھ تو سودا لانے والے بہت مہنگا سودا لاتے تھے اور کم مقدار میں لاتے تھے اور کچھ استعمال کرنے والے اپنے گھروں کو لے جاتے تھے اور پھر کھانا تیار کرنے والے کچھ خود کھا جاتے تھے کچھ اپنے رشتے داروں کو کھلا دیتے تھے اور کچھ ادھر ادھر ضائع کر دیتے تھے۔اسی طرح سٹور روم کھلے رہتے اور ساری رات کتّے اور گیدڑ وغیرہ سامان خوراک کھاتے اور ضائع کرتے رہتے تھے۔نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت مقروض ہو گیا اور بیس سال کی بدنظمی کے بعد اسے بتایا گیا کہ تم مقروض ہو چکے ہو۔اس شخص کی طبیعت میں سخاوت تھی اس لئے لنگر کا بند کرنا اس نے گوارا نہ کیا۔لیکن ادھر قرض اتارنے کی بھی فکر اسے تھی۔اس نے اپنے دوستوں کو بلایا۔ان سب کو بتایا کہ اس طرح میں مقروض ہو گیا ہوں۔اپنا نقص تو کوئی بتایا نہیں اور نہ کوئی بتاتا ہے۔ان سب نے کہا کہ سٹور روم کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ساری رات گیدڑ اور کتے وغیرہ سامان خوارک جو ہے وہ خراب کرتے رہتے ہیں اس لئے بہت سا سامان ضائع ہو جاتا ہے۔اگر سٹور کو دروازہ لگا دیا جائے تو بہت حد تک بچت ہو سکتی ہے۔اس نے حکم دیا کہ دروازہ لگا دیا جائے چنانچہ وہ لگا دیا گیا۔ یہ کہانیوں میں سے ایک کہانی ہے اور کہانیوں میں کتے اور گیدڑ، جانور بھی بولا کرتے ہیں۔کہتے ہیں کہ رات کو گیدڑوں اور کتوں نے سٹور روم کو دروازہ لگا ہوا دیکھا تو انہوں نے بہت شور مچایا۔اچانک کوئی بڈھا اور بڑا خرانٹ قسم کا گیدڑ یا کتا آیا۔اس نے دریافت کیا تم شور کیوں مچاتے ہو۔ باقیوں نے کہا کہ سٹور روم کو دروازہ لگ گیا ہے ہم کھائیں گے کہاں سے۔ہمارے تو علاقے کے سارے کتے اور گیدڑ یہیں سے کھایا کرتے تھے۔اس نے کہا تم یونہی روتے ہو، شور مچا رہے ہو، اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔جس شخص نے بیس سال تک اپنا گھر لٹتے دیکھا اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا اس کے سٹور کا دروازہ بھلا کس نے بند کرنا ہے۔خود تو اس نے نگرانی نہیں کرنی۔اس لئے گھبراؤ نہیں۔

تو اس کہانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ ''اگر چاہیں'' اور ''چاہیں'' میں بڑا فرق ہوتا ہے۔کتوں اور گیدڑوں نے شور مچایا کہ اگر اس نے چاہا اور دروازہ بند کر دیا تو ہم کھائیں گے کہاں سے اور ان کا جو تجربہ کار اور خرانٹ لیڈر تھا اس نے کہا کہ اس نے یعنی جو امیر آدمی ہے اس نے چاہنا ہی نہیں۔اس نے توجہ ہی نہیں دینی تو پھر شور مچانے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت نے چاہنا ہی نہیں تو کچھ نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ چاہیں تو بڑے بڑے مشکل کام بھی دنوں میں کر سکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہماری بچپن کی کہانیوں میں سے الہ دین کے چراغ کی کہانی بہت مشہور تھی۔الہ دین ایک غریب آدمی تھا۔اسے ایک چراغ مل گیا۔وہ جب اس چراغ کو رگڑتا تھا تو ایک جن ظاہر ہوتا تھا۔(یہ بچوں کی کہانی بنائی ہوئی ہے۔) جنّ کو وہ جو کچھ کہتا وہ فوراً تیار کر کے سامنے رکھ دیتا۔مثلاً اگر وہ اسے کوئی محل بنانے کا کہہ دیتا تو وہ آناً فاناً محل تیار کر دیتا۔فرماتے ہیں کہ بچپن میں تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ الہ دین کا چراغ ایک سچا واقعہ ہے، جب عقل نہیں تھی۔لیکن جب بڑے ہوئے تو سمجھا کہ یہ محض واہمہ اور خیال ہے۔ یہ کہانی ہے۔لیکن اس کے بعد جب جوانی سے بڑھاپے کی طرف آئے تو معلوم ہوا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔(یہاں بیٹھے لوگ بڑے حیران ہو رہے ہوں گے کہ حضرت مصلح موعود نے کہا کہ بڑھاپے کی طرف آئے تو پتا لگا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔) الہٰ دین کا چراغ ضرور ہوتا ہے۔لیکن فرماتے ہیں کہ وہ تیل کا چراغ نہیں ہوتا بلکہ عزم اور ارادے کا چراغ ہوتا ہے۔جس کو خدا تعالیٰ وہ چراغ بخش دے وہ اس کو حرکت دیتا ہے اور بوجہ اس کے کہ عزم اور ارادہ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔جس طرح خدا تعالیٰ کُنْ کہتا ہے اور کام ہونے لگ جاتا ہے اسی طرح جب اس کی اتباع میں اس کے مقرر کردہ اصول کے ماتحت، اس کے احکام پر عمل کرتے ہوئے (یہ ساری شرطیں ہیں یاد رکھیں) اس سے دعائیں کرتے ہوئے اور اس سے مدد مانگتے ہوئے کوئی انسان کُنْ کہتا ہے تو وہ ہو جاتا ہے۔غرض بچپن میں ہم الہ دین کے چراغ کے قائل تھے۔جوانی میں ہمارا یہ خیال متزلزل ہو گیا مگر بڑھاپے میں ایک لمبے تجربے کے بعد معلوم ہوا کہ الہٰ دین کے چراغ والی کہانی سچی ہے۔لیکن یہ ایک تمثیلی حکایت ہے اور چراغ پیتل کا نہیں بلکہ عزم اور ارادے کا چراغ ہے۔جب اسے رگڑا جاتا ہے تو خواہ کتنا بڑا کام کیوں نہ ہو وہ آناً فاناً ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از الفضل 24 جنوری 1962ء صفحہ 3-2 جلد 51/16 نمبر 20)

پس یہ ہم میں سے ہر ایک کی سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے صرف اگر چاہنے تک نہیں رہنا بلکہ چاہنا ہے اور چاہنے کے ساتھ ہی اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا ہے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو چاہتے بھی ہیں لیکن بعض دفعہ چاہنے کے باوجود بعض کام نہیں ہوتے۔اس لئے کہ وہ چاہنا جو ہے وہ بے دلی سے ہوتا ہے۔اس کے ساتھ وہ تمام لوازمات جو بیان کئے گئے ہیں وہ نہیں ہوتے۔عزم نہیں ہوتا، حوصلہ نہیں ہوتا، محنت نہیں کی جاتی۔صرف دل میں سوچا جاتا ہے کہ ہم چاہتے ہیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اس بات کو خاص طور پر مَیں دیکھتا ہوں جب نمازوں کا سوال آتا ہے۔ کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں ہم چاہتے ہیں کہ نمازوں میں باقاعدہ ہو جائیں لیکن باقاعدہ نہیں۔ باقی کاموں کو جب چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں لیکن نماز کو کیونکہ بے دلی سے چاہتے ہیں، اپنی تمام تر صلاحیتیں اس پر استعمال نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اس لئے نمازوں کی عادت بھی نہیں پڑتی۔ ایسے لوگوں کا چاہنا جو ہے وہ اصل میں نہ چاہنا ہوتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان چاہے بھی اور کام نہ ہو سکے۔ نماز ان کے لئے حقیقت میں ایک ضمنی چیز ہوتی ہے۔ دنیاوی کام پہلی ترجیح ہوتی ہے جو ایک غلط طریقہ ہے، اس لئے چاہنے پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان چاہے بھی، ایک پکّا ارادہ بھی ہو، اس کے کرنے کا مصمّم ارادہ بھی ہو اور وہ کام نہ ہو۔ پس یہ اپنی سستیاں ہوتی ہیں اور بے رغبتی ہوتی ہے جس کو بلاوجہ چاہنے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

ایک واقعہ آپ بیان کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ ہم بچپن میں ایک قصہ سنا کرتے تھے جسے سن کر ہنسا کرتے تھے حالانکہ درحقیقت وہ ہنسنے کے لئے نہیں بلکہ رونے کے لئے بنایا گیا تھا اور اس میں موجودہ مسلمانوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مگر اس قصے کے بنانے والے نے اشارے کی زبان میں مسلمانوں کی حالت کو بیان کیا ہے تا کہ مولوی اس کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ (اور اگر کوئی احمدی بھی ایسی حرکتیں کرتا ہے تو اس کو بھی اپنا جائزہ لینا ہو گا۔) وہ قصہ یہ ہے کہ کوئی لونڈی (کسی کی نوکر، ملازمہ) تھی جو سحری کے وقت باقاعدہ اٹھا کرتی تھی۔ لیکن روزہ نہیں رکھتی تھی۔ مالکہ نے سمجھا کہ شاید وہ کام میں مدد دینے کے لئے اٹھتی ہے۔ مگر چونکہ وہ روزہ نہیں رکھتی تھی اس لئے مالکہ نے خیال کیا کہ اسے خواہ مخواہ سحری کے وقت تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت کا کام میں خود کر لیا کروں گی۔ چنانچہ دو چار دن کے بعد مالکہ نے اس سے کہا کہ لڑکی تو سحری کے وقت نہ اٹھا کر، ہم خود اس وقت کام کر لیا کریں گے۔ تمہیں اس وقت تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات سن کر اس لڑکی نے نہایت حیرت سے اپنی مالکہ کی طرف دیکھا کہ یہ مجھ سے کیا کہہ رہی ہے اور کہنے لگی بی بی نماز مَیں نہیں پڑھتی، روزہ مَیں نہیں رکھتی، اگر سحری بھی نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ درحقیقت یہ تصویری زبان میں مسلمانوں کی حالت ہے (یا ان لوگوں کی حالت ہے جو نمازوں پہ توجہ نہیں دیتے۔) فرماتے ہیں کہ دوسرے لفظوں میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر کسی مسلمان کو کہا جائے، (جمعۃ الوداع کے حوالے سے بات کی ہے، لیکن ہر جمعہ اور ہر نماز پہ یہ حالت ہوتی ہے) کہ میاں! جمعۃ الوداع سے کیا بنتا ہے۔ تم کیوں خوامخواہ اس کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہو۔ باقی جمعے نہیں پڑھتے تو یہ بھی نہ پڑھو۔ تو وہ حیرت سے تمہارے منہ کو دیکھنے لگ جائے گا۔ کہے گا بھائی جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ روزانہ نمازوں کے لئے مَیں مسجد میں نہیں آتا، روزے مَیں نہیں رکھتا، اگر جمعۃ الوداع بھی نہ پڑھوں تو کافر ہی ہو جاؤں۔ پس یہ بھی ایک ہنسی ہی ہے کہ ایک وقت آ کر نماز پڑھ لی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ فرائض ادا ہو گئے۔ (یا ان لوگوں کے لئے بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد میں آ کر ایک نماز پڑھ لی اور فرض ادا ہو گیا۔ بس کافی ہے۔) (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 23 صفحہ 439-438)

پس وہ لوگ جو نمازوں کی طرف باقاعدگی سے توجہ نہیں دیتے وہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔ پانچ نمازیں ہر بالغ عاقل مسلمان پر فرض ہیں اور مَردوں پر یہ مسجدوں میں باجماعت فرض ہیں اور اس کے لئے انتظام ہونا چاہئے۔ یا تو یہ کہہ دیں کہ ہم بالغ نہیں۔ یا یہ کہہ دیں کہ بے عقل ہیں، تو ٹھیک ہے۔ اور جب یہ دونوں چیزیں نہیں تو پھر باجماعت نماز کی ہر جگہ کوشش ہونی چاہئے۔

ایک روایت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود سنا ہے۔ (آپ کی تحریروں میں بھی یہ ہے۔) کہ جب کوئی بادشاہ یا امیر کسی جگہ جاتا ہے تو اس کا اَردلی بھی ساتھ جاتا ہے۔ جو بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے اسے اندر جانے کی اجازت طلب کرنی نہیں پڑتی۔ آجکل بھی دیکھ لیں منسٹر آتے ہیں، دوسرے لوگ آتے ہیں ان کے جو پروٹوکول افسر ہیں یا ان کے حفاظت کرنے والے ہیں سارے ساتھ جاتے ہیں۔ ان کی اجازت نہیں لی جاتی کہ وہ بھی ساتھ آئیں گے۔ مثلاً اگر وائسرائے کسی گورنر کو بلائے۔ (اُس زمانے میں ہندوستان پاکستان کے علاقے میں جو انگریزوں کی حکومت تھی اس میں وائسرائے تھا۔) اگر وائسرائے گورنر کو بلائے تو گورنر کا جو اردلی ہے وہ بغیر کسی دعوت کے اس کے پاس جائے گا اور وہاں دعوت میں اس کے محافظ اور خادم بھی شامل ہوں گے۔ فرمایا کہ اس لئے تمہاری حالت کتنی بھی ادنیٰ ہو، اگر تم فرشتوں سے تعلقات پیدا کر لو تو وہ جہاں بھی جائیں گے تم ان کے ساتھ جاؤ گے۔ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہو گا تو اس کے فرشتوں کے ساتھ تعلق پیدا ہو گا۔) تم ان کے اَردلیوں اور چپڑاسیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اگر وہ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں جائیں گے تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ گے۔ پس فرماتے ہیں کہ تم اس عظیم الشان طاقت کو سمجھو جسے خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔ تمہاری قوت روحانیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ تم اسے مضبوط بنانے کے لئے فرشتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلقات پیدا کرو تا تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے۔ اگر تمہیں لوگوں کے قلوب تک پہنچ حاصل ہو جائے تو سارے پردے دُور ہو جائیں گے اور جہاں خدا تعالیٰ کا نور پہنچے گا تم بھی وہاں پہنچ جاؤ گے۔

حضرت مصلح موعود نے اس وقت جلسے پر آنے والوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور جس شوق سے تم یہاں آئے ہو اسے پورا کرنے کے سامان پیدا کرو۔ اس طرح نہ ہو کہ جس طرح کُشتی دیکھنے کے لئے کچھ لوگ پہلے آ جاتے ہیں تم بھی یہاں آ گئے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو اور پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی وجہ سے اس کے فرشتوں سے تعلق پیدا ہو گا اور یہ روحانیت جو ہے وہ پھر لوگوں کے دماغوں پر جب اثر ڈالے گی تو تمہارے کام فرشتے کر رہے ہوں گے اور جہاں وہ پہنچیں گے وہاں تمہارا نام بھی پہنچا دیں گے کیونکہ تمہاری نیت نیک ہے۔ تمہاری روحانیت میں ترقی ہے۔ تم خدا تعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہو گے۔ (ماخوذ از الفضل 9 جنوری 1955ء صفحہ 3 کالم 1 جلد 44/9 نمبر 8)

پس اس بنیادی اصول کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، چاہے وہ جلسے ہوں یا اجتماع ہوں۔ جب روحانیت کی ترقی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی مجالس کو صرف عارضی طور پر روحانی مجلس نہ بنائیں بلکہ ایسی بنائیں کہ روحانی مجالس کے جو بھی اثرات ہیں وہ مستقل طور پر قائم رہیں اور پھر فرشتے بھی ہر جگہ ہماری مدد کرنے والے بن جائیں اور جہاں بھی ہم کوشش کریں وہاں فرشتے داخل ہو کر اس پر اثر ڈالیں اور ہماری کوششوں کو کامیاب بنانے والے ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی مومن وہی ہے جو ایک نیک کام کرتا ہے تو پہلے سے زیادہ عاجزی اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مزید نیک کاموں کی دعا مانگتا ہے تا کہ یہ سلسلہ چلتا رہے اور اس کا انجام بھی بخیر ہو۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں کرتے دیکھتے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ جیسے ایک ہنڈیا جوش سے ابل رہی ہے۔ پس اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف توجہ کرو اور تقویٰ و طہارت پیدا کرو اور مت سمجھو کہ تم نیک کام کر رہے ہو کیونکہ نیک سے نیک کام میں بھی بے ایمانی پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نا معلوم کیا بات ہے کہ آج کل لوگ حج کر کے آتے ہیں تو ان کے قلوب میں آگے سے زیادہ رعونت اور بدی پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ نقص اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ حج کے مفہوم کو نہیں سمجھتے اور بجائے روحانی لحاظ سے کوئی فائدہ اٹھانے کے محض حاجی بن جانے کی وجہ سے تکبر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک لطیفہ بھی سنایا کرتے تھے کہ ایک بڑھیا سردی کے دنوں میں رات کے وقت سٹیشن پر بیٹھی تھی۔ کسی نے اس کی چادر اٹھا لی۔ جب اسے سردی لگی اور اس نے چادر اوڑھنی چاہی تو اسے گم پایا۔ یہ دیکھ کر وہ آواز دے کر کہنے لگی کہ بھائی حاجی میری تو ایک ہی چادر تھی اس کی مجھے ضرورت ہے وہ مجھے واپس کر دو۔ وہ چادر لے جانے والا قریب ہی بیٹھا تھا، لے کے نہیں گیا۔ یہ سن کر اس شخص نے جس نے چادر اٹھائی تھی شرمندہ ہوا اور وہ چادر اس کے پاس رکھ دی مگر ساتھ ہی اس نے پوچھا کہ تجھے یہ پتا کس طرح چلا کہ چادر چرانے والا چور کوئی حاجی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ اس زمانے میں اس قدر سنگدلی حاجی ہی کر سکتے ہیں۔

پس یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک کاموں میں لگے ہوئے ہیں، یہ مت خیال کرو کہ ہم نیک ارادے رکھتے ہیں۔ کتنا ہی نیک کام انسان کر رہا ہو اس میں سے بدی پیدا ہو سکتی ہے اور کتنا ہی نیک ارادہ انسان رکھتا ہو وہ اس کے ایمان کو بگاڑ سکتا ہے کیونکہ ایمان ہمارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے رحم کے نتیجہ میں آتا ہے۔ (یہ بنیادی چیز ہے، یاد رکھنی چاہئے۔) ہمارے اعمال جتنے بھی ہوں اگر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہے، اس کا فضل نہیں تو پھر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ پس تم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے رحم پر نگاہ رکھو اور تمہاری نظر ہمیشہ اس کے ہاتھوں کی طرف اٹھے کیونکہ وہ سوالی جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازے سے اٹھنے کے بعد میرے لئے کوئی اور دروازہ نہیں کھل سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر لیتا ہے۔ پس تمہاری نگاہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہی طرف اٹھنی چاہئے۔ جب تک تم اپنی نگاہ اس کی طرف رکھو گے تم محفوظ رہو گے کیونکہ جس کی خدا تعالیٰ کی طرف نگاہ اٹھ رہی ہو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر جونہی نظر کسی اور کی طرف پھیری جائے اور انسان اس کے دروازے سے قدم اٹھا لے (یعنی اللہ تعالیٰ کے دروازے سے قدم اٹھا لے) پھر خواہ کتنے ہی نیک ارادے اور کتنے ہی اچھے کام کرے اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا بلکہ وہ شیطان کی بغل میں جا کر بیٹھتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 216 تا 218) پس مستقل توبہ اور استغفار اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو مانگنا، اس کے رحم کو مانگنا اور اس کو جذب کرنے کی کوشش کرنا یہی چیزیں ہیں جو انجام بخیر کی طرف لے کر جاتی ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں (مجھے صحیح یاد نہیں) چوری ہو گئی اور ان کا کچھ زیور چرایا گیا۔ ان کا ایک نوکر تھا وہ شور مچاتا تھا کہ ایسے کمبخت بھی دنیا میں موجود ہیں جو خدا تعالیٰ کے خلیفہ کے ہاں چوری کرتے ہوئے بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ نوکر چوری کرنے والے پر بے انتہا لعنتیں ڈال رہا تھا اور یہ کہے کہ خدا اس کا پردہ فاش کرے اور اسے ذلیل کرے۔ آخر تحقیقات کرتے کرتے پتا لگا کہ ایک یہودی کے ہاں وہ زیور گروی رکھا گیا ہے۔ جب اس یہودی سے پوچھا گیا کہ یہ زیور کہاں سے تمہیں ملا تو اس نے اسی نوکر کا نام بتایا جو بڑا شور مچا رہا تھا اور چور پر لعنتیں ڈالتا پھرتا تھا۔

تو منہ سے لعنتیں ڈال دینا یا زبان سے فرمانبرداری کا دعویٰ کرنا کوئی چیز نہیں۔ عمل اصل چیز ہوتی ہے۔ ورنہ محض منہ سے اطاعت کا دعویٰ کرنے والا بعض دفعہ سب سے بڑا منافق بھی ہوسکتا ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 516)

پس بڑے فکر کا مقام ہے یہ اور ہمیں اس بات کی طرف ہمیشہ توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ ایک معاند احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے جس نے آپ کے سامنے یہ بڑ ماری تھی اور کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم احمدیت کو کچل دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی اسے ایسا جواب دے سکتا تھا کہ تم کچل کے تو دیکھو۔ لیکن مَیں نے اسے کہا کہ کسی کو مٹانا یا نہ مٹانا یا قائم رکھنا یہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر تو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ہمیں مٹانا چاہے تو آپ لوگوں کو کسی کوشش کی ضرورت ہی نہیں ہے، وہ خود ہی مٹا دے گا۔ لیکن اگر وہ ہمیں قائم رکھنا چاہے تو کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اور تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ مَیں یہ کردوں گا اور وہ کر دوں گا۔ مَیں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تقویٰ ہی ہے جو صحیح جواب سجھاتا ہے۔ اس لئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہی جواب دیا کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہمیں قائم رکھنا چاہتا ہے تو تم کچھ بھی نہیں کرسکتے اور ہم کوئی نہیں مٹ سکتے۔) فرمایا کہ تقویٰ ہی ہے جو انسان کو ایسے دعووں سے بچاتا ہے کہ مَیں یہ کردوں گا اور وہ کردوں گا۔ ایسے دعووں کا کیا فائدہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں یا شاید کسی اور جگہ سخت ہیضہ پھوٹا۔ ایک جنازے کے موقع پر ایک شخص کہنے لگا یہ لوگ خود مرتے ہیں۔ ہیضہ پھیلا ہوا ہے مگر لوگ کھانے پینے سے باز نہیں آتے۔ خوب پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں۔ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ہیضے کے دن ہیں۔ وہ شخص جو بڑا بول رہا تھا کہنے لگا دیکھو ہم تو صرف ایک پُھلکا کھاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی چپاتی کھاتے ہیں۔ مگر یہ کمبخت لوگ جو ہیں ٹھونستے جاتے ہیں اور پھر ہیضے سے مرتے جاتے ہیں۔ دوسرے روز ایک اور جنازہ آیا تو کسی نے پوچھا کہ یہ کس کا ہے۔ تو وہاں بہت سارے لوگ اس کی باتیں سن سن کے تنگ آئے ہوئے تھے۔ کسی دل جلے نے کہہ دیا کہ یہ جنازہ ہے ایک پُھلکا کھانے والے کا۔ پس اس قسم کے دعووں کا کیا فائدہ کہ ہم یوں کردیں گے، وُوں کردیں گے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یُوں ہو جائے گا۔ انکسار کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے اسے بھی چھپائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلة:22)۔ کہ ہم نے فرض کرلیا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول غالب ہوں گے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تمہیں پیس دیں گے تو مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر تو میری طاقت کا سوال ہے تو مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر یہ الفاظ احمدیت کے متعلق کہے گئے ہیں تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ احمدیت ضرور غالب ہو کر رہے گی انشاء اللہ۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 343) خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ہمیں اتنا یقین ہے کہ جتنا اپنی جان پر بھی نہیں ہے۔ پس احمدیت نے تو غالب آنا ہے چاہے ہماری زندگیوں میں آئے یا بعد میں آئے۔ لیکن ہمیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ یہ چیز قائم رہے اور اگر ہمارے زمانے میں نہیں تو ہماری نسلیں اس کو دیکھنے والی ہوں۔

دعائیں کس طرح کرنی چاہئیں اور احمدیوں پر جو مشکل حالات ہیں ان سے کس طرح نکلنا چاہئے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں محبت کا بہترین مظاہرہ وہی ہوتا ہے جو ماں کو اپنے بیٹے سے ہوتا ہے یا ماں کو اپنے بچے سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات ماں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو جاتا ہے مگر جب بچہ روتا ہے تو دودھ اتر آتا ہے۔ پس جس طرح بچے کے روئے بغیر ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں اتر سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی رحمت کو بندے کے رونے اور چِلاّنے سے وابستہ کر دیا ہے۔ جب بندہ چِلاّتا ہے تو رحمت کا دودھ اترنا شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے بتایا ہمیں چاہئے کہ اپنی طرف سے انتہائی کوشش کریں۔ مگر وہ کوشش نہیں جو منافق مراد لیا کرتے ہیں اور اس کے بعد جس حد تک زیادہ سے زیادہ دعاؤں کو لے جاسکتے ہیں ہمیں لے جانا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود نے اس وقت بھی تحریک کی تھی کہ سات روزے رکھیں اور دعائیں کریں۔ چند سال ہوئے مَیں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں (خطباتِ مسرور جلد نہم صفحہ 501-502) اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں، اور روزے رکھتے ہیں۔ کم از کم اب ہمیں چاہئے کہ چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ کیونکہ بعض جگہ جماعت کے جو حالات ہیں ان میں بہت زیادہ سختی اور شدّت آتی جارہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چِلاّئیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، آسمان سے ہمارے رب کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہوگی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دُور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دُور ہوں گی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض مشکلات ایسی ہیں جن کا دُور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم دشمن کی زبان کو بند نہیں کر سکتے اور اس کے قلم کو نہیں روک سکتے۔ ان کی زبان اور قلم سے وہ کچھ نکلتا ہے جسے سننے اور پڑھنے کی ہمیں تاب نہیں ہوتی۔ (اور آجکل تو ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں انتہائی غلیظ الفاظ استعمال کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اشتہارات بھی لگائے جاتے ہیں۔ حکومت کو اُس وقت بھی توجہ دلائی جاتی تھی حالانکہ اُس وقت تو انگریز حکومت تھی لیکن بات نہیں سنی جاتی تھی۔ اسی طرح سنتے تھے جس طرح بہرے سنتے ہیں۔) حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ وہی باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اُس زمانے میں کہی جاتی تھیں اگر کسی اور کے متعلق کہی جائیں تو ملک میں آگ لگ جائے۔ مگر وہ باتیں متواتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہی جاتی ہیں لیکن کہنے والوں پر کوئی گرفت نہیں ہوتی حتی کہ ہمیں یہاں تک رپورٹ ملی ہے (اُس زمانے کی یہ بات ہے) کہ بعض مخالفوں کے حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمیں افسروں نے یقین دلایا ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو چاہو لکھو کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 152-153)

تو یہ تو ہمیشہ سے جماعت کے ساتھ سلوک ہوتا آیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر روک کے مقابلے میں جماعت ترقی کرتی چلی گئی ہے۔ یہ تو اُس وقت کی حکومت کا حال تھا جس نے اس بارے میں کوئی قانون پاس نہیں کیا ہوا تھا۔ پاکستان میں تو احمدیوں کے خلاف قانون بھی ہے اور قانون ان مخالفین کی مدد کرتا ہے اور وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں جو منہ میں آتا ہے، جو بکواس، دریدہ دہنی کرنی ہوتی ہے وہ کر جاتے ہیں۔ احمدیوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کورٹس جو ہیں وہ بھی اب ذرا ذرا سی بات پر سزائیں دینے پر تُلی ہوئی ہے۔ پس اس کے لئے تو ہمیں بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور چِلاّنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو اس طرف پہلے سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ نوافل ادا کریں۔ صدقات دیں۔ روزے رکھیں۔ دعاؤں کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے بغیر ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان احمدیوں کو، جہاں یہ ظلم ہو رہے ہیں، جن جن ملکوں میں ہو رہے ہیں یا جن جگہوں پر ہو رہے ہیں، ایسی دعاؤں کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلانے والی ہوں۔ اور عام طور پر تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی جماعت کی ترقی کے لئے اور مظالم سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 03/دسمبر 2015ء بروز جمعرات نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم چوہدری عبدالغفور رندھاوا صاحب (آف لندن۔ ابن مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب رندھاوا مرحوم)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ 29/نومبر 2015ء کو مختصر علالت کے بعد 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق قادیان سے تھا جہاں آپ کو 7 سال درویش کے طور پر بھی رہنے کی سعادت ملی۔ علاوہ ازیں آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں حفاظت خاص میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، نہایت شریف النفس، ملنسار، نیک، مخلص اور بزرگ انسان تھے۔ چندہ جات کے علاوہ دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ بچوں کو بھی خلافت اور جماعت کے ساتھ پختہ تعلق رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالہادی شہزاد صاحب صدر جماعت وانڈز ورتھ لندن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ نیز آپ کے دو پوتے جامعہ احمدیہ یوکے اور ایک نواسہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ امۃ القیوم مبارکہ صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک محمد دین صاحب۔ چک نمبر 226 گ ب۔ ضلع فیصل آباد)

25/نومبر 2015ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق سیکھواں سے تھا اور آپ حضرت میاں جمال دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی عاشق، انفاق فی سبیل اللہ کرنے والی، سادہ مزاج، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ محترم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم (مفتی سلسلہ) کی نسبتی بہن تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ المتین صاحبہ (اہلیہ مکرم لیاقت احمد صاحب۔ ربوہ)

22/نومبر 2015ء کو بعارضہ کینسر 42 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے بیماری کا تمام عرصہ انتہائی صبر اور حوصلہ سے گزارا اور تادم آخر کسی قسم کا شکوہ نہیں کیا۔ بہت نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترم حمید اللہ ظفر صاحب اور مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب مربیان سلسلہ کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔

(3) مکرم عبدالمالک صاحب (ماڈرن ٹیلرز ربوہ)

29/اکتوبر 2015ء کو دو ماہ کی مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت باوفا، محنتی اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

2015ء کے دوران شاہد کی ڈگری کے حقدار قرار پانے والے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے آٹھ طلباء اور جامعہ احمدیہ UK کے سترہ طلباء کی تقریب تقسیم اسناد

جامعہ احمدیہ یوکے کے تعلیمی سال 2014-2013ء کے دوران تمام کلاسز میں سالانہ امتحانات میں اعزاز پانے والے انیس طلباء میں تقسیم انعامات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت۔

انعامات واسناد کی تقسیم، پُرحکمت نصائح پر مشتمل خطاب اور ظہرانہ میں شرکت۔

رپورٹ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16؍جنوری 2016ء ہفتہ کے دن جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے چوتھے کانووکیشن میں رونق افروز ہوئے۔ جامعہ احمدیہ یوکے مسجد فضل لندن سے قریباً چالیس میل کے فاصلہ پر انگلستان کی کاؤنٹی سَرے کے ایک خوبصورت قصبہ ہیزل میئر (Haslemere) میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ اس روز سال 2015ء کے دوران شاہد کی ڈگری کے حقدار قرار پانے والے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے آٹھ طلباء اور جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے سترہ طلباء جبکہ جامعہ احمدیہ یو کے کے تعلیمی سال 2014-2013ء کے دوران تمام کلاسز میں سالانہ امتحانات میں اعزاز پانے والے انیس طلباء کو ملا کر چوالیس خوش نصیب طلباء نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے انعامات پانے کا اعزاز حاصل کیا۔

جامعہ احمدیہ یوکے اپنی خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کرے کم ہے کہ اب تک یہاں منعقد ہونے والی چاروں تقاریبِ تقسیمِ انعامات میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بنفس نفیس رونق افروز ہوکر طلباء کو انعامات سے نوازا اور مربیان ومبلغین کرام کو نہایت قیمتی نصائح سے فرما کر ان کو تاریخ ساز اور یادگار بنادیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

حضورِ انور ایدہ اللہ کی تشریف آوری اور تقریبِ تقسیم اسناد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع ممبران قافلہ گیارہ بجے سے کچھ بعد جامعہ احمدیہ میں تشریف لے آئے۔ امیر جماعتِ احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام احمد صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا محترم ہادی علی چوہدری صاحب اور صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ محترم ظہیر احمد خان صاحب نے حضورِ انور کے استقبال کا شرف حاصل کیا۔ کچھ دیر Stone House واقع جامعہ احمدیہ میں قیام فرمانے کے بعد گیارہ بج کر بیس منٹ پر حضورِ انور جامعہ احمدیہ کے آڈیٹوریم میں تشریف لائے جہاں تقریب تقسیم اسناد کا انتظام کیا گیا تھا اور طلباء واساتذہ جامعہ احمدیہ کے ساتھ ساتھ تقریب میں شامل ہونے والے مہمان بھی حضورِ انور کے لئے چشم براہ تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ کے آڈیٹوریم میں رونق افروز ہونے پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر حضورِ انور کا استقبال کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اس تقریب کے دوران سٹیج پر محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، محترم مرزا ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، محترم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا، محترم ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ یوکے کو بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضورِ انور کے کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوتے ہی حاضرین میں موجود مصر سے تشریف لانے والے دوست محترم فتحی عبدالسلام صاحب نے اپنے منفرد اور مخصوص انداز میں عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود وسلام اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے راشدین وصحابہ کرام پر تسلیمات بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات کا اظہار کیا کہ جماعتِ احمدیہ مسلمہ میں خلافتِ حقہ اسلامیہ کی نعمتِ عظمیٰ موجود ہے۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو نفیس احمد قمر صاحب نے کی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ المؤمنون کی آیاتِ مبارکہ (1 تا 12) کا اردو ترجمہ فائز احمد ناصر صاحب نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ منظوم کلام سے درج ذیل منتخب اشعار حفیظ احمد صاحب نے دل نشین انداز میں پیش کئے: ؎

ہمیں بھی ہے نِسبَتِ تَلَمُّذ کسی مسیحا نَفَس سے حاصل
ہوا ہے بے جان گو کہ مسلم مگر اب اس کو جِلائیں گے ہم
مٹا کے نقش و نگار دیں کو یونہی ہے خوش دشمنِ حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم
خدا نے ہے خضر رہ بنا یا ہمیں طریقِ محمدی کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں ان کو صنم سے لاکر ملائیں گے ہم
مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثارِ دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم
وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز، ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اِک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم
پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم
کلامِ ربِّ رحیم و رحماں ببانگ بالا سنائیں گے ہم

رپورٹ صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ یوکے

بعد ازاں مکرم ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ یوکے نے ڈائیسپر آ کر حسبِ ذیل رپورٹ پیش کی:

’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سیدی! قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آخرین میں جاری ہونے والی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی لامتناہی برکات جن کا مشاہدہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنی ایک سوچھبیس سالہ تاریخ میں مسلسل کرتی آئی ہے، جامعات احمدیہ کا قیام بھی انہیں برکات میں سے ایک برکت ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1897ء میں خادم دین بنانے کے لئے جس ادارہ کے قیام کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا اور پھر آپ ہی کے عہد مبارک میں 1906ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات اور عربی کی تعلیم کے لئے جس شاخ کے اجراء کے ذریعہ اس کی بنیاد پڑی، نبوت وخلافت کی برکت سے یہی شاخ آج ایک ادارہ کی شکل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ اور اپنے محبوب آقا کی خدمت میں مربیان سلسلہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

سیدی! سات سال قبل 2008ء میں دنیا کے چار براعظموں کے سات ممالک یوکے، فرانس، بیلجیم، ہالینڈ، آسٹریلیا، گیمبیا اور ابوظہبی سے تعلق رکھنے والے جو بچے دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ احمدیہ یوکے میں داخل ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ان میں سے 17 مربیان کرام جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی چوتھی شاہد کلاس کے طور پر آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے اسناد حاصل کرنے کی سعادت پانے جارہے ہیں۔

سیدی! ان طلباء کو گزشتہ سات سالوں میں جامعہ نے جو اپنے روایتی انداز میں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کی ہے اس کی حیثیت ایک رعایت اسباب سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ لیکن ان طلباء کے علم کے حصول کا حقیقی منبع وہ سعادت ہے جو انہیں اپنے آقا سے براہِ راست فیض حاصل کرنے کی صورت میں نصیب ہوئی ہے اور جو جامعہ احمدیہ یوکے کے ہر طالبعلم کے لئے ایک انمول اور بے بدل دولت ہے۔ چنانچہ ان فارغ التحصیل ہونے والے مربیانِ کرام نے دورانِ تعلیم حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے متعدد بار ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مختلف علمی نشستوں میں حضور انور کے زیرِ سایہ رہ کر اپنی علمی قابلیتوں کو صیقل کرنے کی توفیق پائی۔ حضور انور کی اقتدا میں نمازوں کی ادائیگی کے ذریعہ اپنی روحانی تربیت کے سامان کئے۔ اسی طرح جامعہ احمدیہ کے مختلف پروگراموں میں حضور انور کی بنفسِ نفیس تشریف آوری نے ان کے قلوب واذہان پر خلافت کی محبت وشفقت کے ایسے انمٹ نقوش ثبت فرمائے ہیں جو ان کی آئندہ ساری زندگی میں ان کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ان تمام مربیانِ سلسلہ کو ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ان سے ایسے کام لے جس سے اُس کی عزت، عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ اور یہ سب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات کے عین مطابق پورے اخلاص و وفا کے ساتھ عمل کرتے ہوئے خلافتِ احمدیہ کے سلطانِ نصیر بننے والے ہوں۔ آمین

سیدی! آج کی اس پُر وقار تقریب میں جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی چوتھی شاہد کلاس کے 17 مربیانِ کرام اپنے آقا کے دست مبارک سے تفسیرِ صغیر، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جامعہ احمدیہ یوکے، کینیڈا اور جرمنی کے کانووکیشنز کے مواقع پر ارشاد فرمودہ خطابات پر مشتمل کتاب لائحہ عمل اور شاہد کی ڈگری حاصل کریں گے۔ نیز تعلیمی سال 2014-2013ء کی باقی چھ کلاسوں میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے 19 طلباء انعامات اور اسنادِ امتیاز حاصل کرنے کی سعادت پائیں گے۔‘‘

رپورٹ پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا

اس کے بعد محترم ہادی علی چوہدری صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے درج ذیل رپورٹ پیش کی:

’’بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

سیّدی! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ ادارہ جامعہ احمدیہ کی کینیڈین شاخ کا قیام 2003ء میں ہوا۔ 2010ء میں اس نے علم وعمل کی اپنی پہلی سات ارتقائی منزلیں طے کیں۔ چنانچہ یہ ادارہ بفضلہٖ تعالیٰ 2010ء سے 2015ء تک چونسٹھ (64) پھل خدمتِ خلافت میں پیش کرنے کی توفیق پاچکا ہے۔ الحمدللہ ثمّ الحمد للہ۔ ثمّ الحمدللہ کہ جامعہ احمدیہ کینیڈا پر حضور پُرنور کی ہدایات و راہنمائیوں اور شفقتوں کا سائبان ہر لحہ سایہ فگن ہے جس کی وجہ سے اساتذہ اور طلبہ کے لئے ہر عمل نہایت واضح اور ہر راہ انتہائی واضح اور کشادہ ہوجاتی ہے۔

پیارے آقا! جامعہ احمدیہ کینیڈا انٹرنیشنل میں کینیڈا اور امریکہ کے علاوہ یوکے، جرمنی، بیلجیم، فرانس، آسٹریلیا، جاپان، بنگلہ دیش، نیوزی لینڈ، شارجہ، قادیان، ربوہ، اور قرغیزستان وغیرہ ممالک سے بھی طلباء شامل ہوئے۔

پیارے آقا! دوران تعلیم طلباء کو قرآن کریم ناظرہ، ترجمۃ القرآن، تفسیر القرآن، حدیث، علم الکلام، تاریخ و سیرت، موازنۂ مذاہب، فقہ، تصوّف کے مضامین پڑھائے گئے نیز عربی، فارسی، اردو اور کسی حد تک انگریزی زبان اور سائنسی مضامین کی تعلیم بھی دی گئی۔ حضور ایدّہ کم اللہ تعالیٰ کی طرف سے درجہ خامسہ اور رابعہ کے لئے تشکیل کردہ سیمیناروں کا بھی مستقل بنیادوں پر سلسلہ جاری ہے۔

دوران تعلیم مختلف علوم و ہنر کے ماہرین کو جامعہ میں مدعو کر کے ان کے مخصوص علوم اور تجارب سے طلبہ کو روشناس کرایا گیا اور تحقیق و تدقیق کے اصولوں سے آگاہ کیا گیا۔ اسی طرح بعض اوقات انہیں مختلف مذاہب کے مرکزوں میں لے جا کر ان کے موقف سے بھی روشناس کرایا گیا۔

عملی میدان کے لئے تیاری کے سلسلے میں طلباء کو تبلیغی دوروں، فلائرز کی تقسیم نیز کینیڈا اور امریکہ میں منعقد ہونے والی مختلف تربیّتی کلاسز پر بھی بھجوایا جاتا رہا۔ اسی طرح مختلف یونیورسٹیز اور مارکیٹس میں مستقل لگنے والے تبلیغی سٹالز پر بھی جامعہ کے طلباء تبلیغی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ نیز Symposiums اور مباحثوں میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ نیز طلباء اور اساتذہ جامعہ مختلف مساجد، مراکزِ نماز اور سکولوں میں خطباتِ جمعہ کے لئے بھی متعیّن ہیں۔ اسی طرح جامعہ کے اساتذہ اور طلباء تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ ایم ٹی اے کے پروگراموں کی ریکارڈنگ اور دیگر مختلف جماعتی خدمات میں بھی مصروف ہیں۔ گزشتہ سال دورانِ تعطیلات طلباء جامعہ تحریک وقفِ عارضی کے تحت امریکہ وکینیڈا کے علاوہ یوکے، کبابیر اور پاکستان میں بھی بھجوائے گئے۔ جامعہ کینیڈا کے تعارف اور اس میں داخلہ کی تحریک کے لئے ایک استاد اور دو طلباء پر مشتمل درجن بھر وفود امریکہ اور کینیڈا کی مختلف جماعتوں میں بھجوائے گئے۔

سیّدی! دوران تعلیم طلباء جامعہ کی علمی استعدادوں کو اجاگر اور صیقل کرنے کے لئے ان کے درمیان اور ان کے ٹیوٹوریل گروپس کے مابین تحریری وتقریری اور مختلف علمی

مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔اسی طرح طلباء جامعہ اور ان کے گروپوں کے درمیان کھیلوں کے مقابلہ جات بھی باقاعدگی سے منعقد ہوتے ہیں۔

طلباء کے لئے ہر سال سالانہ پکنک، Endurance Walk اور سردیوں میں

جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء درجہ شاہد 2015ء حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے اسناد حاصل کرتے ہوئے۔

Winter Sports وغیرہ پروگرام بھی کئے جاتے ہیں۔اسی طرح ایک کلاس کا Camping کا پروگرام بنایا جاتا ہے جس میں کھانا پکانے، مچھلی کے شکار، تیراکی، موٹر بوٹ چلانے اور Canoeing, Rowing اور Kayaking وغیرہ کی مشق بھی کرائی گئی۔

سیّدی! طلباء کو جامعہ کے مستقل پروگرام کے تحت آخری سالوں میں کم از کم تیس ہزار الفاظ پر مشتمل تحقیقی مقالہ جات کے لئے حضور پُرنور سے منظور شدہ مختلف موضوعات دیئے گئے۔طلباء نے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نگرانوں کی زیر نگرانی یہ مقالے مکمل کئے۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء درجہ شاہد 2015ء
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے اسناد حاصل کرتے ہوئے۔

سے منظور شدہ سالانہ Calendar of Events کے جملہ پروگراموں پر مکمل عمل کیا گیا۔امسال تقریباً سات سو جلدوں پر مشتمل دوصد کتابیں جامعہ کی لائبریری میں شامل کی گئیں۔

جامعہ احمدیہ کینیڈا کو گزشتہ سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ پر ایک دلکش، بھرپور اور نافع للناس جامع نمائش پیش کرنے کی توفیق ملی جس سے دوران سال ہزاروں احباب جماعت اور غیر از جماعت مسلم و غیر مسلم احباب نے استفادہ کیا۔امسال 23 مارچ کو آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ پر نمائش پیش کی جارہی ہے۔انشاءاللہ۔

اس نمائش کے علمی، تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے حضور پُرنور اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

سیّدی! جامعہ احمدیہ کینیڈا کے تحت ٹورانٹو میں ایک اہم ادارہ حفظ القرآن سکول بھی جاری ہے۔اس کے قیام کو چار سال مکمل ہو چکے ہیں۔اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے فارغ التحصیل حفّاظ کی تعداد پندرہ ہو چکی ہے۔یہ حفاظ ماہِ رمضان میں کینیڈا کی مساجد اور مراکز نماز میں تراویح پڑھا رہے ہیں۔

ہم سب پیارے آقا کی رہنمائی، شفقت، توجہ اور دعاؤں کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے متمنی ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ یہ نئے مبلغین کرام علم و عمل، روحانیت اور خدمت کے لحاظ سے جماعت کے صفِ اوّل کے خدام اور خلافت حقّہ کے اوّلین جانثاروں میں شامل ہوں۔

اب حضور پُرنور ایدکم اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ کینیڈا سے 2015ء کے فارغ التحصیل آٹھ مبلغین کرام کو از راہِ شفقت اپنے دستِ مبارک سے تفسیر صغیر اور شاہد کی اسناد سے نوازیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

تقسیم انعامات و اسناد

بعد ازاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت اوّلاً درج ذیل شاہدین جامعہ احمدیہ کینیڈا کو اسناد عطا فرمائیں۔

1۔مکرم اعزاز احمد خان صاحب مربی سلسلہ 2۔مکرم خواجہ حسن احمد صاحب مربی سلسلہ 3۔مکرم رضا احمد صاحب مربی سلسلہ 4۔مکرم حماد مبین صاحب مربی سلسلہ 5۔مکرم ذیشان مظفر احمد صاحب مربی سلسلہ 6۔مکرم لقمان محمد رانا صاحب مربی سلسلہ 7۔مکرم محمد صالح صاحب مربی سلسلہ 8۔مکرم عمار الناصر صاحب مربی سلسلہ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے تعلیمی سال 14-2013ء کی چھ کلاسوں درجہ خامسہ، رابعہ، ثالثہ، ثانیہ، اولیٰ اور ممہدہ کے امتحانات میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات اور اسنادِ امتیاز عطا فرمائیں۔محترم ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی استاد جامعہ احمدیہ یوکے اعزاز پانے والے طلباء کے نام پڑھتے گئے اور درج ذیل خوش نصیب طلباء ایک ایک کر کے ان یادگار لمحات میں حضور انور کے بابرکت ہاتھوں سے یہ انعامات حاصل کرتے رہے۔حضور انور طلباء کو انعامات عطا کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ان سے پُر شفقت گفتگو فرماتے ہوئے نیز اپنی دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ طلباء کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے رہے۔

تعلیمی سال 13-2012ء کے دوران درجہ ممہدہ تا درجہ خامسہ میں اعزاز پانے والے 19 طلباء کے اسماء یوں ہیں:

درجہ خامسہ: اول: عزیزم محمد عطائے ربی ہادی، دوم: عزیزم عبداللہ ڈیا، سوم: عزیزم ظافر محمود ملک۔

درجہ رابعہ: اول: عزیزم مروان سرور گل، دوم: عزیزم حسن سلیمی، سوم: عزیزم آفاق احمد۔

درجہ ثالثہ: اول:: عزیزم سید احسان احمد، دوم: عزیزم قمر احمد ظفر، سوم: عزیزم حافظ انیق الرحمان۔

درجہ ثانیہ: اول: عزیزم مبشر احمد ظفری، دوم: عزیزم نعمان احمد ہادی، سوم: عزیزم عمران سلام۔

درجہ اولیٰ: اول: عزیزم حافظ طٰہٰ داؤد، دوم: عزیزم سید عدیل احمد، سوم: عزیزم دانیال محمود کاہلوں۔

درجہ ممہدہ: اول: عزیزم سرفراز احمد باجوہ، دوم: عزیزم آصف بن اویس، سوم: عزیزم عدیل طیب اور عزیزم صہیب احمد۔

اس کے ساتھ ہی حضور انور نے از راہِ شفقت جامعہ

احمدیہ یو کے سے 2015ء میں فارغ التحصیل ہونے والے اٹھارہ خوش نصیب مربیان کرام کو اپنے دستِ مبارک سے ’تفسیرِ صغیر‘، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جامعہ احمدیہ یوکے، کینیڈا اور جرمنی کے کانوکیشنز کے مواقع پر ارشاد فرمودہ خطابات پر مشتمل کتاب ’لائحہ عمل‘ اور شاہد کی اسناد عطا فرمائیں:

1۔ مکرم ظافر محمود ملک صاحب مربی سلسلہ، 2۔مکرم مصباح الظفر صاحب مربی سلسلہ، 3۔مکرم عبداللہ ڈیا صاحب مربی سلسلہ، 4۔مکرم محمد عطائے ربی ہادی صاحب مربی سلسلہ، 5۔مکرم نوید احمد کھوکھر صاحب مربی سلسلہ، 6۔مکرم نبیل احمد مرزا صاحب مربی سلسلہ، 7۔مکرم احمد صبور سلام بھٹی صاحب مربی سلسلہ، 8۔مکرم سعید احمد جٹ صاحب مربی سلسلہ، 9۔مکرم طاہر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ، 10۔مکرم مدبّر احمد دین صاحب مربی سلسلہ، 11۔مکرم عبدالرّحمٰن چام صاحب مربی سلسلہ، 12۔مکرم محمد انس احمد صاحب مربی سلسلہ، 13۔مکرم مشرف احمد صاحب مربی سلسلہ، 14۔مکرم Muhammad MBae صاحب مربی سلسلہ، 15۔مکرم چوہدری محمد مظہر صاحب مربی سلسلہ، 16۔مکرم ذیشان احمد کاہلوں صاحب مربی سلسلہ اور 17۔مکرم محمد ارسلان صاحب مربی سلسلہ

(بارک اللہ لھم فی الدنیا والآخرۃ)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

تقسیم اسناد اور انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت پر معارف خطاب ارشاد فرمایا جس میں ان فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کرام کو خصوصاً جبکہ دنیا کے کونے کونے میں موجود مبلغین و مربیانِ سلسلہ کو عموماً نہایت اہم اور بصیرت افروز نصائح فرمائیں۔ (حضورِ انور کے اس خطاب کا مکمل متن اسی شمارہ کی زینت بن رہا ہے۔)

تصاویر

حضورِ انور کا یہ روح پرور خطاب 12:45 پر ختم ہوا جس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور اس تقریب کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ دعا کے بعد اس تاریخی موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خدام مربیانِ سلسلہ و شاہدین جامعہ احمدیہ کینیڈا و جامعہ احمدیہ یو کے برائے سال 2015ء کو اپنے ہمراہ الگ الگ گروپ کی صورت میں تصاویر بنوانے کی سعادت بخشی۔ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ کینیڈا، فرانس، بیلجیم، ہالینڈ، آسٹریلیا، گیمبیا اور ابوظہبی کو بھی تصاویر میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ امسال شاہد کی ڈگری حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء میں سے کچھ کا تعلق ان ممالک سے تھا اور یہ احباب بطورِ خاص اس یادگار تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔

اس موقع پر بنوائی جانے والی دیگر تصاویر میں جامعہ احمدیہ کی تمام کلاسوں درجہ ممہدہ تا درجہ سادسہ، اساتذہ جامعہ احمدیہ، کارکنان جامعہ احمدیہ کی الگ الگ تصاویر کے علاوہ جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء کی ایک گروپ فوٹو بھی شامل ہے۔ ان تمام تصاویر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ یوکے اور محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ بھی شامل ہوئے۔

اس کے علاوہ اس تقریب میں موجود جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کرام کو بھی حضورِ انور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت اپنے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بخشی۔ اس تصویر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا اور محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا بھی شامل ہوئے۔

ظہرانہ

بعد ازاں حضور انور کی اقتدا میں نمازِ ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں اور پھر حضور انور اور تمام مہمان ظہرانے کے لئے طعامگاہ تشریف لے گئے۔ ظہرانے کے لئے جامعہ احمدیہ کے جنوبی جانب واقع لان میں مارکی لگائی گئی تھی۔ قریباً ساڑھے چار سو مہمانوں کے لئے جامعہ احمدیہ میں ہی تیار کیا جانے والا لذیذ کھانا اپنی روایات کے مطابق جامعہ احمدیہ کے طلباء نے انتہائی مستعدی کے ساتھ مہمانوں کو پیش کیا۔ ظہرانے کے بعد حضورِ انور کچھ دیر جامعہ احمدیہ میں ہی قیام پذیر رہے اور وہاں موجود اپنے خدام کو شرفِ دیدار اور قربت کا فیض بخشتے رہے۔ ظہرانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ کچھ دیر stone house میں تشریف فرما رہنے کے بعد حضورِ انور نے قریباً چار بجے لندن واپسی کے لئے سفر اختیار فرمایا۔

فوٹوگرافی و ویڈیو ریکارڈنگ

اس مبارک تقریب کو ایم ٹی اے کے لئے ریکارڈ کرنے کے لئے ایم ٹی اے کی ٹیم وہاں موجود تھی۔ بعد ازاں یہ پروگرام ایم ٹی اے پر متعدّد مرتبہ نشر کیا گیا۔ جبکہ فوٹوگرافی شعبہ مخزن التصاویر کی جانب سے کی گئی۔ جامعہ احمدیہ کے شعبہ سمعی و بصری کی طرف سے بھی فوٹوگرافی کا انتظام کیا گیا تھا۔

تقریب کے شرکاء

اس تقریب کے شرکاء میں وکلاء، ایڈیشنل وکلاء، انچارج صاحبان ڈیسکس و شعبہ جات، امیر صاحب جماعت یوکے، امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا، فرانس، بیلجیم، ہالینڈ، آسٹریلیا، گیمبیا اور ابوظہبی سے تشریف لانے والے امرائے کرام، پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا، انگلستان میں خدمات بجا لانے والے واقفینِ زندگی و مبلّغینِ کرام، ’شاہد‘ کی اسناد پانے والے طلباء کے والدین، نائب امراء جماعتِ احمدیہ یو کے، مجلسِ عاملہ جماعتِ احمدیہ یو کے کے ممبران اور ریجنل امراء یوکے شامل تھے۔ علاوہ ازیں مختلف ممالک سے امراء و مبلغین کرام اور دیگر معززین بھی اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تھے۔

اس تقریب میں حضرت صاحبزادی امۃ السبوح بیگم مدظلہا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوکے، بیگم صاحبہ امیر صاحب جماعت یوکے، بیگمات اساتذہ جامعہ احمدیہ اور شاہدین کی اسناد پانے والے خوش نصیب طلباء کی والدات و شادی شدہ طلباء کی بیگمات نے بھی شمولیت اختیار کی۔ جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں ہی مہمان خواتین کے لئے قیام و طعام و صلوٰۃ کے الگ سے انتظامات کیے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مبلغین و مربیان کرام کو حضور انور کی نصائح پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، حضورِ انور کی توقعات کے عین مطابق بھرپور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مبلغین کو حضورِ انور کا سلطانِ نصیر بنادے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ خطاب حضورانور از صفحہ نمبر 20

بقیہ خطاب حضورانور از صفحہ نمبر 20

جائے گا۔ بہرحال اس عملی زندگی میں اب آپ کا ایک نیا دَور شروع ہوگا اور اس نئے دَور میں آپ کو اپنے رویّوں کو، اپنی حالتوں کو اس سے مختلف کرنا ہوگا جو بحیثیت طالبعلم آپ کی تھیں۔ اب آپ ایک مربی اور ایک مبلغ کے طور پہ کام کرنے والے ہیں۔ اور آپ کو مربی اور مبلغ بننے کی روح کو سمجھنے کی ضرورت ہوگی کہ مربی کا کیا کام ہے اور مبلغ کا کیا کام ہے؟ چاہے کسی بھی دفتر میں آپ کو لگایا جائے تب بھی آپ کی حیثیت جو مربی کی ہے وہ ہر جگہ قائم ہے۔ دنیا میں مختلف پیشوں میں لوگ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر بنتے ہیں۔ انجینئر بنتے ہیں۔ سائنٹسٹ بنتے ہیں۔ وکیل بنتے ہیں۔ استاد بنتے ہیں۔ لیکن ان کا ایک محدود ماحول ہے۔ اس محدود ماحول کے اندر انہوں نے رہ کر کام کرنا ہے جبکہ آپ کا ماحول اور آپ کا میدان بہت وسیع ہے۔ آپ کی جو تعلیم تربیت ہوئی اس کے عملی اظہار کا اب جو وقت ہے وہ دوسروں سے مختلف ہے اور نہ صرف مختلف ہے بلکہ آپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

آپ کا کام دنیا کو خدا تعالیٰ سے ملانا ہے اور انسانوں کا حق ادا کرتے ہوئے ان کی روحانی اور مادی زندگی کے سامان پیدا کرنا ہے اور یہ ایسے دو عظیم کام ہیں جو اگر انسان سوچے تو خوف سے کانپ جانا چاہئے۔ یہ یاد رکھیں کہ یہ کام آپ نے جو سات سال جامعہ میں گزارے اور جو تعلیم حاصل کی صرف اسی پر بناء رکھتے ہوئے نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے آپ کو اس نئے دَور میں نئی سوچوں کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔ اس کے لئے آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ آپ عام معلم اور استاد نہیں ہیں۔ عام مربی نہیں ہیں کہ جس نے لوگوں کی تربیت کر دینی ہے۔ کسی سکول کے استاد نہیں بننے لگے کہ جہاں جا کے آپ نے صرف پڑھایا اور بس معاملہ ختم ہوگیا بلکہ آپ کا میدان جیسا کہ مَیں نے کہا بہت وسیع میدان ہے۔ بہت سارے استاد ہیں جو دنیا میں سکولوں میں پڑھاتے ہیں، دینیات بھی پڑھاتے ہیں، اسلامیات بھی پڑھاتے ہیں۔ ان کے سپرد ڈسپلن کا کام بھی ہوتا ہے، تربیت بھی کرتے ہیں۔ پھر بہت سارے لوگ ہیں جو میدان عمل میں دنیا میں امن کے لئے کوششیں بھی کرتے ہیں۔ بڑے بڑے لیڈر سمجھے جاتے ہیں اور ان کو دنیا میں بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ ہیومن رائٹس ایکٹیویسٹس (Human Rights activists) ہیں، دوسرے حقوق کے علمبردار ہیں۔ یہ سب ہیں لیکن نہ ہی ان استادوں کو جو سکولوں میں پڑھا رہے ہیں، جو کالجوں میں پڑھا رہے ہیں، یونیورسٹی میں پڑھا رہے ہیں، جو علم پھیلا رہے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو جو امن پھیلانے کی کوششیں کر رہے ہیں یا کم ازکم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امن پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ پتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیار کیا ہے اور اسے کس طرح حاصل کرنا ہے؟ یہ بہت اہم بات ہے۔ اس کا ادراک صرف احمدی مربی اور مبلغ کو ہوسکتا ہے۔ گو ہر احمدی کو ہونا چاہئے اور ہوسکتا ہے لیکن سب سے زیادہ آپ لوگوں کو ہونا چاہئے اور ہوسکتا ہے کیونکہ آپ نے کم ازکم اس تعلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے جس میں آگے چل کر ان باتوں کے اِدراک میں مزید وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا پیار کس طرح حاصل کرنا ہے اور پھر دوسروں میں یہ بات ڈالنی ہے کہ خدا تعالیٰ کتنا پیار کرنے والا ہے اور اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے کتنی کوشش ہمیں کرنی چاہئے۔ تبھی ہماری یہ دنیا بھی سنور سکتی ہے اور عاقبت بھی سنور سکتی ہے۔ اپنوں کی تربیت بھی آپ نے کرنی ہے۔ غیروں تک بھی پیغام حق پہنچانا ہے اور ان کو حقیقی اسلام سے آشنا کروانا ہے۔ پس عملی میدان میں آ کر خدا تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بڑھ کر آپ لوگ کوشش کریں۔ اس کے لئے بہت چیزیں ضروری ہیں۔ فرائض تو ہیں ہی ہیں، عبادتیں، جو فرض عبادتیں ہیں، نمازیں ہیں وہ تو ہیں ہی ہیں۔ نوافل کی طرف بھی توجہ دیں۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔

عبادتیں ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں جس سے آپ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھ سکتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے تعلق کا وہ اِدراک پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ سے ایک کامل تعلق رکھنے والے کو پیدا کرنا چاہئے۔ انسان کبھی کامل نہیں بن سکتا۔ دنیا میں ایک ہی کامل انسان پیدا ہوا اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے اُسوہ حسنہ پر چلو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی قرآن کریم میں بتایا کہ باقی انبیاء بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے میں بڑھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ مثال دی فرمایا کہ اِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (النجم:38) کہ ابراہیم وہ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے وفا کی۔ پس یہ بات یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے لئے آپ لوگوں نے اس کا مصداق بننے کی کوشش کرنی ہے۔ وفا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ وفا میں بڑھنا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا داری اور صدق میں بڑھنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے“۔ پس آپ کی عبادتیں بھی اس معیار پر ہونی چاہئیں جہاں آپ کو خدا تعالیٰ سے وفا اور صدق اور اخلاص کے یہ معیار نظر آتے ہوں۔ آپ کو نظر آتا ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ”جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہوسکتی“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 429۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یاد رکھیں کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو یہ اعزاز ملا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں بیان فرمایا تو یہ معمولی بات نہیں تھی۔ صدق اخلاص دکھانا، اس حد تک وفا میں چلے جانا جو اپنے اوپر ایک موت وارد کرلے یہ بہت بڑی بات ہے۔ اور ہر مربی اور مبلغ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چیزیں ہم نے حاصل کرنی ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا کہ اپنی ساری لذتوں اور ساری شوکتوں پر ہر وقت پانی پھیرنے کو تیار ہو۔ یہ نہیں ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر اپنی اَنائیں بھڑک جائیں۔ اگر اپنی اَنائیں بھڑک رہی ہوں، اگر اپنی تربیت صحیح نہ ہو تو دوسروں کی تربیت کس طرح کرسکیں گے۔ اگر اپنا اَنا کا سوال ہو تو دوسروں کو پیغام حق کس طرح پہنچا سکیں گے۔ اگر اپنی تکلیفوں کا خیال ہو یا اپنی ذلّتوں کا خیال ہو تو کس طرح تربیت اور تبلیغ کے کام ہوسکتے

ہیں۔ پس ان کاموں کو کرنے کے لئے جہاں اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں وہاں یہ یاد رکھیں کہ وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے اور اس میں مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ فرائض کے ساتھ نوافل کو ادا کرتے چلے جانا ہے اور اپنے معیار تقویٰ کو بڑھاتے چلے جانا ہے۔ ہم نے اپنے اندر عاجزی اور قربانی کی روح نہ صرف بڑھانی ہے بلکہ جہاں بھی موقع ملے آپ نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی ہے۔

کہیں یہ سوال نہ اٹھنا چاہئے کہ اب مَیں میدان عمل

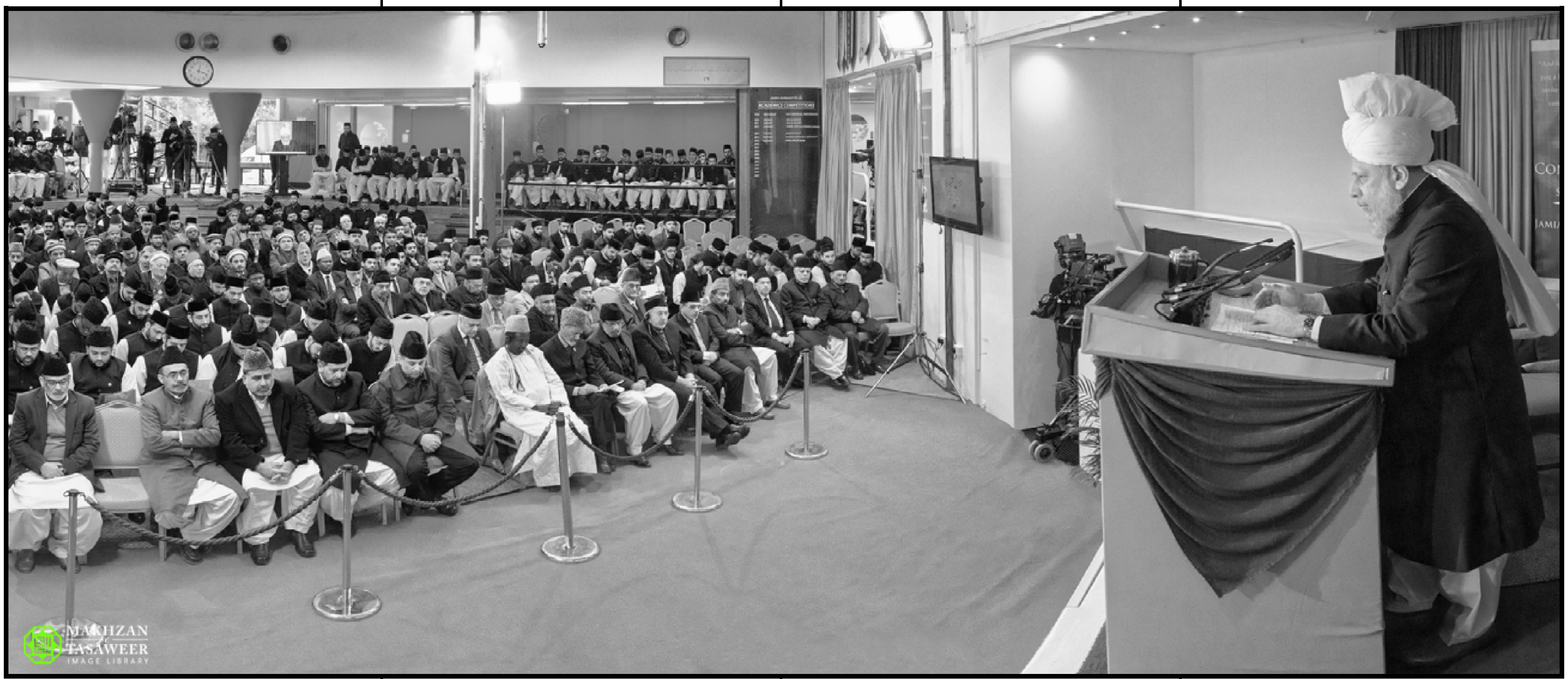

میں آ گیا ہوں۔ فلاں مربی اور فلاں مبلغ کو فلاں فلاں سہولتیں میسر ہیں مجھے بھی ملیں گی تو مَیں یہ کام کر سکتا ہوں۔ ہمارے پرانے مبلغین تھے افریقہ میں ایسے مربیان اور مبلغین رہے ہیں جہاں کوئی سہولت نہیں تھی۔ آج گیمبیا کے لڑکے ہمارے سامنے بیٹھے ہیں۔ تین یہاں سے پاس ہوئے ہیں۔ مولوی محمد شریف صاحب نے مجھے خود بتایا کہ گیمبیا میں حالات ایسے تھے۔ وہ گیمبیا میں بڑا لمبا عرصہ رہے ہیں، فلسطین میں بھی رہے ہیں کہ الاؤنس ختم ہو جاتا تھا یا اتنا ہوتا نہیں تھا کہ کوئی گزارہ کر سکیں تو بازار سے بریڈ (Bread) خرید کے رکھ لیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا تھا کہ پیسہ نہیں ہے تو وہی پرانے ٹکڑے بچا لیتے تھے اور ان کو پانی میں بھگو کے کھایا کرتے تھے۔ یہ عاجزی اور یہ قربانی تھی جو اُن لوگوں نے دی۔ آجکل اللہ تعالیٰ نے سہولتیں مہیا فرمائی ہیں اور جماعت خیال رکھتی ہے لیکن مطالبہ کسی کی طرف سے نہیں ہونا چاہئے۔ عاجزی کی راہیں جو ہیں وہ نہیں بھولنی چاہئیں۔ اپنی اَناؤں کے دام میں گرفتار نہیں ہونا چاہئے۔

پس یہ یاد رکھیں کہ عبادتوں کے ساتھ ساتھ وفا ہو گی تو عبادتیں بھی قبول ہوں گی۔ عبادتوں کے ساتھ ساتھ اس وفا کی وجہ سے عاجزی بھی پیدا ہو گی اور اسی وجہ سے پھر آگے انسان روحانیت میں بھی ترقی کرتا چلا جائے گا اور روحانیت کی ترقی ہی پھر مزید عبادتوں کی طرف مائل کرتی چلی جائے گی اور یہی ایک مربی اور مبلغ کی ترجیحات ہونی چاہئیں کہ اس نے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور خالص وفادار ہو کر تعلق پیدا کرنا ہے۔ اپنی عزت اور اپنے نام اور نمود اور شوکت کی کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ ہر وقت ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ پس یہ خاص نکتہ ہمیشہ ہر ایک کے ذہن میں ہونا چاہئے۔

پھر عبادتوں کے ساتھ ساتھ اس کا اِدراک پیدا کرنے کے لئے کہ وفا کیا چیز ہے اور کس طرح حاصل کرنی ہے قرآن کریم کا باقاعدگی سے مطالعہ ہے، اس پر غور ہے۔ یہاں سے آپ کو بہت ساری باتیں پتا لگیں گی کہ وفا کے معیار ہم نے کس طرح قائم کرنے ہیں۔ عاجزی کے معیار ہم نے کس طرح قائم کرنے ہیں۔ اپنی شوکت اور شان کو کس طرح ہم نے بھلانا ہے اور خدا کی خاطر ہر ذلّت اور رسوائی کو برداشت کرنے کے لئے کس طرح تیار رہنا ہے۔ کس طرح ہم نے دوسروں کی تربیت کرنی ہے۔ کس طرح ہم نے تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنا ہے۔ پس قرآن کریم آپ کے لئے ایک لائحہ عمل ہے۔ ضابطہ حیات ہے۔ تبلیغ کی گائیڈ بک (Guide Book) ہے۔ تربیت کے لئے ایک معیار ہے۔ اس کو ہمیشہ پڑھیں اور اس پہ غور کریں۔ تفسیریں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ جب انسان کو، ذہن کو جِلاء بخشتا ہے تو مزید نکات سامنے آتے ہیں۔ پس یہ چیز یاد رکھیں کہ قرآن کریم کا مطالعہ باقاعدہ آپ کے لئے ہونا چاہئے۔ ہر روز ہر دن اس تلاوت کے ساتھ ساتھ اس پہ غور کا بھی وقت نکالیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ ان کا مطالعہ ہے۔ ان کا مطالعہ کریں۔ باقاعدگی سے مطالعہ ہونا چاہئے۔ پھر اس میں سے نوٹس تیار کریں۔ اس میں سے نکات نکالیں جو آپ کے تربیتی اور تبلیغی کاموں میں کام آئیں۔ جب تک آپ اس میں سے نوٹس نہیں بنائیں گے تو آپ صحیح طرح اس کی گہرائی تک نہیں جا سکتے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں علم عطا فرمایا ہے۔ پس اس علم کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جب یہ حاصل ہو گا تبھی جہاں آپ کا علم بڑھے گا جہاں ہر اس شخص کا علم بڑھتا ہے جو اس پہ غور کرتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی بڑھے گی۔ آپ کی زندگی کے بارے میں اِدراک بھی حاصل ہو گا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کا بھی پتا چلے گا۔

پھر جو ایک اہم بات ہے اور اس زمانے میں بڑی ضروری ہے وہ خلافت سے تعلق اور کامل اطاعت ہے۔ اطاعت صرف عہد تک نہیں ہونی چاہئے بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا تھا عملی اطاعت ہو۔ اس طرح اپنے آپ کو پیش کرو جس طرح مُردہ غسّال کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ نور صفحہ 131) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ اطاعت بڑی مشکل بات ہے۔ کہنے کو تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بڑے اطاعت گزار ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہت مشکل بات ہے۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے۔ بلکہ فرمایا جو پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ سلسلے کو بدنام کرتا ہے۔ آپ جو سلسلے کے محافظ ہیں، آپ جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق اپنوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور غیروں تک بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانا ہے ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اطاعت ایک انتہائی اہم نکتہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ یاد رکھیں ’جو اطاعت نہیں کرتا وہ سلسلے کو بدنام کرتا ہے‘۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ جس طرح زندہ آدمی کی کھال اتاری جاتی ہے ویسی ہی اطاعت ہونی چاہئے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اب زندہ آدمی کی کھال معمولی بات نہیں ہے۔ ذرا سا ہماری انگلی پہ زخم آ جائے یا ذرا سی کھال اتر جائے یا جھرِیٹ آ جائے تو تکلیف ہوتی ہے کجا یہ کہ کھال اتاری جائے۔ اور کھال اتارنے میں جو تکلیف ہوتی ہے بڑی شدید تکلیف ہوتی ہے۔ مستقل رہنے والی تکلیف ہے۔ اس میں بڑی جلن ہوتی ہے۔ فرمایا کہ اطاعت کرنے سے بعض دفعہ اس طرح تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن تم نے یہ تکلیف برداشت کرنی ہے اور اطاعت کرنی ہے۔ اور جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ تربیت اور تبلیغ کا کام کریں گے اور اپنے آپ کو ہر قربانی کے لئے صفِ اوّل میں شامل کرنے کا عہد کرتے ہیں جب تک وہ اس پر عمل نہیں کریں گے تو دوسروں کو کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ جب عملی میدان میں آپ جائیں گے تو اس کی مزید اہمیت آپ کو پتا چلے گی۔ جب دوسروں سے آپ اطاعت کی توقع رکھیں گے تو پھر آپ کو سوچنا ہو گا کہ اطاعت کے آپ کے اپنے معیار کیا ہیں۔ تب آپ کو خیال ہو گا کہ حقیقی اطاعت کیا چیز ہے؟

ایک طالبعلم نے مجھے لکھا کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں نے اب کامل اطاعت کرنی ہے اور کوئی کسی قسم کی حیل و حجت نہیں کرنی۔ جامعہ میں خطبے سے دس منٹ پہلے ہمیں یہاں آنے کا حکم ہوتا ہے تا کہ وقت پہ سارے حاضر ہو جائیں اور خطبہ سنا جائے لیکن مَیں عین موقع پہ آیا کرتا تھا۔ گو خطبہ کبھی ضائع نہیں کیا۔ لیکن اب میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جس طرح حکم ہے اسی طرح کروں گا اور دس منٹ پہلے آیا کروں گا۔ اسی طرح ساتھ یہ بھی لکھا کہ گو میں وقت پہ آتا ہوں اور خطبہ پورا سنتا ہوں اور منطقی طور پر میں نہیں سمجھتا اس میں کوئی حرج ہے۔ پھر انٹرنیٹ کا استعمال ہے اس سے کیونکہ مَیں نیک باتیں پڑھتا ہوں اور سنتا ہوں اس لئے اگر مجھے اس کے بارے میں منع بھی کیا جاتا ہے تو اس کے باوجود مَیں کرتا ہوں۔ گو میں اطاعت کروں گا لیکن منطقی طور پر مَیں اس کا حرج نہیں سمجھتا۔ یا فلاں کام میں کیا کرتا تھا اس میں مَیں نہیں سمجھتا کوئی حرج ہے کیونکہ وہ نیک کام ہے۔ ایک نیک کام کے بارے میں بھی یاد رکھیں کہ عمل صالح بھی اگر غلط وقت پر ہو تو اس کی نیکی نہیں ہوتی اس لئے ہر بات کو منطق کے معیار پر نہ پرکھا کریں۔ اگر ہر لڑکا یہی فیصلہ کرے کہ اس نے مثلاً خطبہ سننے وقت پر ہی آنا ہے تو ایک رَش ہو جائے گا۔ دروازہ ایک ہے۔ لوگ بے تحاشا جمع ہو جائیں گے اور پھر اگر وقت پہ سن بھی لیتے ہیں تو رَش کی وجہ سے ضرور دھکم پیلی ہو گی یا اتنے آہستہ چلیں گے کہ اس میں سے کچھ وقت گزر جائے گا۔ اس لئے یہ دیکھا کریں کہ حالات کے مطابق انتظامیہ جو فیصلہ کرتی ہے وہ صحیح ہے اور اس کی تعمیل کرنی ہے کہ نہیں والی بات آپ نے نہیں کرنی۔ مَیں نے جیسا کہ کہا اگر ہر لڑکا یہ فیصلہ کرنے لگ جائے، جامعہ کے لڑکے بھی سن رہے ہیں کہ مَیں نے وقت پہ آنا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں تو پھر حرج ہونا شروع ہو جائے گا۔ خطبہ بھی ضائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ رَش بھی پڑ جائے گی۔ اگر ہر چیز کو منطق پہ ہی پرکھنا ہے تو اس لڑکے کو میں نے یہی جواب دیا تھا کہ جنگ اُحد میں مسلمانوں کا درّہ خالی کرنا جو تھا اس میں منطقی لحاظ سے کوئی حرج نہیں۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ دشمن دوڑ چکا ہے۔ میدان خالی ہو چکا ہے اور اب کوئی وجہ نہیں کہ یہاں درّہ میں کھڑا ہوا جائے۔ لیکن جو اطاعت کا مفہوم جانتے تھے جن کو پتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چاہے ہو جائے تمہیں درّہ خالی نہیں کرنا وہ کھڑے رہے۔ دوسرے چلے گئے۔ اور وہاں کمزوری پیدا ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا جو درّہ کی حفاظت کے لئے چند رہ گئے تھے وہ بھی مارے گئے۔ مسلمانوں کو جنگ میں نقصان بھی ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے۔ (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 403 و 411 تا 413 غزوۃ احد مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1996ء) تو ہر چیز کو اگر منطق سے ہی دیکھا جائے یا عقل کا استعمال کر لیا جائے اور اطاعت نہ کی جائے تو پھر نقصان ہو جاتا ہے۔

اس منطق کے ضمن میں ہی ایک لطیفہ بھی سنا دوں۔ بعض لوگ منطق کی بڑی باتیں کرتے ہیں۔

ایک شخص جو اپنے آپ کو یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ، بڑا

پڑھا لکھا سمجھتا تھا اور ماں بیچاری اَن پڑھ تھی۔ چھٹیوں میں گھر آیا تو ماں نے پوچھا کہ بچے کیا پڑھتے ہو؟ کھانے کی میز پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا منطق۔ ماں نے کہا بتاؤ منطق کیا چیز ہے؟ اس نے کہا ایک اور ایک کو تین ثابت کرنا۔ خیر ماں کہتی ہے مجھے تو تمہاری حکمت کی سمجھ نہیں آتی کہ ایک اور ایک تین کس طرح ہو سکتے ہیں۔ لمبی بحث چلی گئی۔ باپ بھی بیٹھا تھا۔ کچھ عقل مند تھا۔ اس کو پتا تھا کہ بیٹے کو کس طرح سمجھانا ہے۔ کھانے کی میز پہ جیسا کہ مَیں نے کہا آگے ڈش میں دو بٹیرے پڑے ہوئے تھے یا کہہ لیں کہ چکن کے دو پِیس (piece) پڑے ہوئے تھے۔ تو باپ نے ایک اٹھا کے اپنی پلیٹ میں رکھ لیا، ایک اس کی ماں کی پلیٹ میں رکھ دیا اور کہتا ہے بیٹا! تیسرا تم کھا لو۔ تو منطق تو اس طرح بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر چیز کو منطق پہ نہ پرکھیں اور نہ عقل پہ پرکھیں۔ یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو۔

پس نیّرِ الہام پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکھیں یہ ایک ایسی بات ہے جسے میدان عمل میں پہلے آپ نے خود سمجھنا ہے، اس میں مزید ترقی کرنی ہے اور پھر دوسروں کو بھی سمجھانا ہے۔ آپ نے افراد جماعت میں یہ بات پیدا کرنی ہے کہ اللہ اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کس طرح کی جاتی ہے۔ کہاں کی جاتی ہے۔ ہاں اگر بڑا جماعتی نقصان دیکھ رہے ہیں اور مقامی امیر کو توجہ دلانے کے باوجود اس پر توجہ نہیں ہو رہی اور جماعت کا نقصان ہے یا دین کا حرج ہو رہا ہے تو پھر خلیفۂ وقت کو اطلاع کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اگر یہ چیز جو میں سمجھ رہا ہوں غلط ہے اور یہاں اطاعت کے نام سے جماعت کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے تو اس کی اصلاح کے جلد سامان پیدا کر دے۔ جب خلیفۂ وقت کو بھی اطلاع ہو جائے گی اور آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کر رہے ہوں گے اور پھر وہی بات کہ جب اللہ سے تعلق ہو گا تو اللہ تعالیٰ پھر اصلاح کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا آپ مختلف علاقوں میں جائیں گے یا مختلف دفاتر میں جائیں گے جہاں جہاں بھی آپ کی پوسٹنگ ہو گی وہاں آپ اپنی پہچان پیدا کروائیں۔ پتا ہو کہ یہ مربّیان سات سال کی تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں اور صرف کتابیں پڑھ کر نہیں آ گئے۔ ان لوگوں میں شمار نہیں ہو گئے جنہوں نے صرف ایک کتابوں کا بوجھ لادا ہوتا ہے بلکہ حقیقت میں علم کو حاصل کر کے اس کو اپنے علم کو بڑھانے کی ایک سیڑھی سمجھا ہے اور پھر اس علم کو بڑھاتے چلے جائیں۔ جہاں بھی آپ موجود ہوں یہ احساس پیدا کروائیں کہ آپ کا علم محدود نہیں بلکہ اس میں ترقی کر رہے ہیں اور جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے وہ اس لئے حاصل کیا کہ جہاں آپ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں وہاں علم و معرفت میں بھی بڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ ’میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے‘ (ماخوذ از تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409) تو اس لئے کہ آپ نے وہ علم و معرفت ہمیں عطا بھی فرمائی۔ پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا آپؑ کی کتابوں سے علم و معرفت سیکھیں اور دینی لحاظ سے اپنے آپ کو ایسا ہتھیار بند کر لیں کہ کوئی مخالف، کوئی سوال کرنے والا آپ سے مایوس نہ ہو یا آپ کے مقابلے پر ٹھہر نہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک جو بھی یوکے (UK) اور کینیڈا کے جامعات سے مربیان بن کے نکلے ہیں، جرمنی کے جامعہ والے ابھی میدان عمل میں نہیں آئے، اس سال وہ بھی آ جائیں گے انشاء اللہ۔ لیکن بہرحال جو نکلے ہیں وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے راحت کا باعث بنے ہیں۔ میرے مددگار بنے ہیں۔ اور ان کو دیکھ کے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ پس آپ لوگ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے ان معیاروں کو اونچا کرتے چلے جانا ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جہاں بھی آپ جائیں گے لوگوں کی آپ پر نظر ہو گی۔ ہر ایک آپ کو دیکھ رہا ہو گا۔ اب آپ مربی اور مبلغ کی حیثیت سے پہچانے جائیں گے۔ پہلے ایک طالبعلم کی حیثیت سے تھے۔ انسان غلطیاں کر جاتا ہے اور طالبعلمی کے زمانے میں بہت ساری غلطیاں ہو جاتی ہیں، لیکن جو بھی غلطیاں ہوتی تھیں، کوئی حرکت ہوتی تھی، تو انتظامیہ آپ کو اس بارے میں تنبیہ کر دیتی تھی اور ایک طالبعلم سمجھ کے معاف کر دی جاتی تھیں۔ اب آپ ان لوگوں میں شمار ہو رہے ہیں جو غلطیاں درست کرنے والے ہیں۔ اس لئے اصل امتحان اب آپ کا شروع ہوا ہے۔ پہلے جو سات سال آپ نے امتحان دیئے چھ مہینہ بعد دس بارہ یا شاید زیادہ سے زیادہ چودہ پرچے دے دیئے ہوں گے، اس سے زیادہ نہیں دیتے ہوں گے اور اتنے ہی نمبر لگانے والوں سے آپ کو واسطہ پڑتا رہا۔ اساتذہ سے واسطہ پڑتا رہا۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اب میدان عمل میں ہر روز ایک پرچہ آپ کے سامنے آئے گا یا آ سکتا ہے اور جس جماعت میں آپ ہوں گے پوری جماعت آپ کی ایگزامینر (examiner) ہے، امتحان لینے والی ہے۔ اور پھر امتحان بھی ایسا جس میں آپ کا ہی امتحان نہیں ہے بلکہ آپ کے عمل اور آپ کے جوابوں سے، آپ کے طور طریقوں سے، آپ کے رویّوں سے، آپ کے لباس سے، آپ کی بول چال سے دوسرے بھی امتحان میں پڑ سکتے ہیں بلکہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ابتلاء میں پڑ سکتے ہیں۔ اب بچے کا وہ جواب ہمیشہ یاد رکھیں جس کو بزرگ نے کہا تھا کہ بارش میں تیز دوڑتے جا رہے ہو پھسل جاؤ گے، چوٹ لگ جائے گی۔ تو اس نے کہا تھا میرے گرنے سے تو مجھے چوٹ لگے گی، نقصان ہو گا لیکن آپ احتیاط کریں۔ آپ کے گرنے سے بہتوں کو چوٹ لگ جائے گی۔ پس یہ چیزیں ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئیں اور اس کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم کسی کو ابتلاء یا امتحان میں ڈالنے کا باعث نہ بن جائیں۔

پھر نوجوانوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ آئندہ ذمہ داری نوجوانوں نے اٹھانی ہے۔ بعض دفعہ بعض جماعتوں میں بڑی عمر کے لوگ یا ایک عرصے سے خدمت کرنے والے لوگ جو اَب ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جن کی سوچیں پکّی ہو گئی ہیں وہ نوجوانوں کو موقع نہیں دیتے کہ آگے آئیں اور نوجوان اس وجہ سے frustrate ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں نے، نوجوان مربّیان نے، مبلغین نے ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملانا ہے تا کہ جماعت کی ترقی کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ تا کہ ہمیں جماعت میں ہر طبقے میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے اور ایمان پر پختگی سے قائم رہنے والے ملتے رہیں۔ آپ لوگوں نے نوجوانوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ تم جماعت کا حصہ ہو اور بڑا اہم حصہ ہو۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوانوں کی تربیت کی طرف آپ نے بہت زیادہ توجہ دینی ہے۔ اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور اس کی جگالی کرتے رہیں کہ بہت بڑی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے تبھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ جامعہ میں جائیں۔ بہت سارے واقفینِ نَو ہیں جن کو ماؤں نے، باپوں نے پیدائش سے پہلے وقف کیا لیکن ان میں سے بہت کم ہیں جو جامعات میں آئے اور بہت سی بلکہ اکثریت ایسی ہے جو کسی رنگ میں بھی جماعت کے کام نہیں کر رہی۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ آپ جامعہ احمدیہ میں آئے۔ پس اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ کے ماں باپ کے عہد کو نہ صرف اُن کو نبھانے کی توفیق دی بلکہ اس کے بعد آپ کو بھی یہ توفیق دی کہ اپنے ماں باپ کے عہد کو نبھائیں۔ تلاوت بھی کی گئی ہے کہ امانتوں کی حفاظت کرنی ہے اور سب سے بڑی امانت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے اس کی امانت لوٹانی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ نے ایک عہد کیا ہے کہ جو امانتیں میرے سپرد کی جائیں گی مَیں وہ امانتیں لوٹاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی امانتیں کیا ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا۔ دوسرے اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا۔ اور آپ کا جو فِیلڈ (field) ہے، آپ کا جو میدان عمل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی امانتیں آپ اسی وقت لوٹا سکتے ہیں جب اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف لانے والا بنائیں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کروائیں گے۔ دنیا اس وقت خدا کو بھول رہی ہے آپ لوگوں نے جہاں بھی آپ ہوں اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانی ہے۔ مخلوق کو خدا سے ملانا ہے اور وہ اسی وقت ہو گا جب آپ خود اپنی امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ پس ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں۔

مَیں نے پہلے جہاں اطاعت کی بات کی تھی وہاں ایک اور بات بھی اس میں یاد رکھیں کہ سوائے اس کے کہ شریعت کے خلاف کوئی حکم ہو رہا ہو آپ نے اپنے بالا کی اطاعت کرنی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جگہ جنگ کے لئے یا کسی مقصد کے لئے ایک وفد بھیجا۔ وہاں آگ جلائی گئی تو امیر وفد نے اپنے بعض لوگوں کو کہا کہ اس آگ میں چھلانگ لگاؤ۔ کچھ نے کہا کہ امیر کی اطاعت کرنی ہے اس لئے لگا دو۔ کچھ نے کہا کہ غلط ہے۔ اپنے آپ کو نہیں مارنا۔ خیر بہرحال واپس آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم یہ کرتے تو گناہ کرتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد، باب فی الطاعۃ حدیث 2625) اس لئے جو ہدایت شریعت کے واضح احکام کے خلاف ہو اس کے علاوہ ہر کام میں اطاعت کرنا ضروری ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر مربی، ہر مبلغ میدان عمل میں یا جہاں بھی وہ ہے وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہے اور آپ لوگوں نے اس کا دست و بازو بن کے رہنا ہے۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھیں کہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ لوگوں پر ڈالی جا رہی ہے۔ جوں جوں نبوت کے زمانے سے ہم دُور جا رہے ہیں ہمارے چیلنج بڑھ رہے ہیں۔ ہر کلاس جو نکلتی ہے وہ پہلی کلاس کی نسبت زیادہ چیلنجوں کا سامنا کرنے والی ہے۔ زیادہ چیلنجوں کے ساتھ میدان عمل میں آ رہی ہے۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ ہماری کمزوریاں اگر خود پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں تو یہ زمانے کے ساتھ اسی طرح ہوتا ہے۔ اگر جماعت نے ترقی کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کرنی ہے، اگر وہ مقاصد پورے کرنے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کرنے ہیں جن کے پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے تو پھر ہمیں اپنی حالتوں کو، معیاروں کو بڑھانے کی ضرورت ہو گی اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو گا۔ پس ہر کلاس جو نکلتی ہے اس کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ کے چیلنجز پہلوں سے زیادہ بڑے ہیں۔ ان کا مقابلہ آپ نے کرنا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے آپ کو تقویٰ کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہو گا اور اس تعلق میں بڑھتے چلے جانے کی کوشش کرنی ہو گی۔

پس ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور اس امانت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ صرف یہ کہہ دینا، نظمیں پڑھ لینا کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے اس سے گزارا نہیں ہو گا۔ دیوانے بننا پڑے گا اور دیوانے ہی ہوتے ہیں جو پھر آگے میدان عمل میں کام کر سکتے ہیں۔ جب آپ نے اس کام کے لئے پیش کر دیا تو پھر آپ کو یہ عہد نبھانے کے لئے، اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار بھی رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ اپنی اس امانت کو اور اس عہد کو ادا کرنے والے ہوں۔ اور میدان عمل میں خدا تعالیٰ آپ کو کامیابیاں دکھائے اور کسی بھی صورت میں آپ جماعت کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو بدنام کرنے والے نہ ہوں بلکہ پہلے سے زیادہ بڑھ کر روشن کرنے والے ہوں اور ہر ایک انگلی جو آپ پر اٹھے وہ اس اشارے کے ساتھ اٹھے کہ یہ مربیان اور مبلغین جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھے ہوئے ہیں وہاں علم و عمل میں بھی بہت ترقی یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ ایسے ہی ہوں۔ اب دعا کر لیں۔

☆......☆......☆

بقیہ: توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت ﷺ کی تعلیم

......از صفحہ نمبر 4

اس نے جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا مَیں نے جو باتیں اس کے منہ سے سنی ہیں، ان کی وجہ سے کہتا ہوں اس کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

غرض آپ کو دشمنوں کی طرف سے تمام تکلیفیں توحید کی اشاعت کی وجہ سے دی گئیں۔ آپ کو مارا جاتا، کتّے اور لڑکے آپ کے پیچھے ڈالے جاتے۔ ایک دفعہ آپ طائف گئے تو وہاں کے لوگوں نے اس قدر مارا کہ آپ سر سے لے کر پاؤں تک لہولہان ہو گئے۔ آپ تکلیف کی وجہ سے گر پڑتے لیکن جب اٹھتے تو وہ لوگ پھر آپ پر پتھر پھینکتے۔ ایسی حالت میں بھی آپ کے منہ سے یہی نکلتا خدایا ان لوگوں کو معاف کر دے کہ یہ حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ان تمام حالات میں سے گزرتے ہوئے آپ نے توحید کی تبلیغ کو نہیں چھوڑا اور یہی کہتے رہے کہ خواہ یہ کچھ کریں مَیں توحید کی تبلیغ نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت بھی یہی کہتے فوت ہوئے میرے بعد شرک نہ کرنا۔ اور مَیں تو سمجھتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت بھی خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کا ثبوت آپ کے والد کو قبل از ولادت اور والدہ کو جلد بعد از ولادت فوت کر کے دیا۔ آپ کی بے کسی کی ابتداء اور شاندار انجام خود خدا تعالیٰ کی توحید کا بڑا ثبوت تھا۔

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 572 تا 577)

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت
(میانمار (برمی) ترجمہ قرآن کریم)

نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن

ری پبلک آف دی یونین آف میانمار ساؤتھ ایسٹ ایشین ممالک میں سے ایک ہے۔ اس کا پرانا نام برما ہے۔ اس ملک کا بارڈر انڈیا، بنگلہ دیش، چین، لاؤس اور تھائی لینڈ سے ملتا ہے۔ اس کی آبادی کا اندازہ 60 ملین ہے۔ اس میں سو سے زائد مختلف قومیں آباد ہیں اور پچاس سے زائد مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن ملک کی آفیشل زبان میانمار (برمی) ہے اور سارے ملک میں یہ سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے برمی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ اور منتخب آیات کے ترجمہ کی ذمہ داری مکرم محمد سالک صاحب مبلغ سلسلہ برما کے سپرد فرمائی۔ اس وقت مکرم محمود احمد صاحب نیشنل صدر جماعت تھے۔ چنانچہ محمد سالک صاحب اور امیر حسین صاحب Kyaw Yin صاحب نے (جو بعد میں قرآن کریم کی ترجمہ کمیٹی کے چیئرمین رہے) مل کر ترجمہ کا کام شروع کیا۔ 1990ء میں منتخب آیات قرآن کریم کا ترجمہ تیار کر کے طباعت کے لئے مرکز کو بھجوایا گیا جو لندن سے طبع ہوا۔

1987ء سے 1992ء تک ملک میں مارشل لاء اور ہنگاموں وغیرہ کی وجہ سے امن و امان کی حالت بہت مخدوش رہی اور اس سے ترجمہ کے کاموں میں بھی کافی حرج واقع ہوتا رہا۔ ترجمہ قرآن کریم کا کام بہت سست رفتاری سے مگر جاری رہا۔ 1993ء، 1996ء اور 1999ء میں ترجمہ کے کام میں تیزی لانے کے لئے کمیٹی کے ممبران میں

کیتھولک کارڈنل Charles Bo کو بھی برمی ترجمہ قرآن کریم دیا گیا

تبدیلیاں اور اضافے کئے گئے۔ ابتدا میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر صغیر کو سامنے رکھتے ہوئے ترجمہ کا کام کیا جا رہا تھا۔ 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کے مطابق ترجمہ کو ڈھالنے کی ہدایت ملی۔ چنانچہ اس پر کام شروع ہوا اور 2001ء میں سورۃ الفاتحہ تا سورہ التوبہ کی پہلی جلد شائع کرنے کے لئے تیاری کی گئی اور اس کے چند نسخے طبع ہوئے تا کہ مختلف افراد کو دے کر اس پر مزید نظر ثانی کی جا سکے۔ 2003ء میں پہلی جلد طباعت کے لئے فائنل کی گئی لیکن بوجوہ طبع نہیں ہوسکی۔ اور 2007ء میں اسے باقاعدہ طور پر طبع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے برمی ترجمہ قرآن کی اس پہلی جلد کی طباعت کے ساتھ ہی مکمل ترجمہ قرآن کے لئے کافی مانگ پیدا ہوئی۔

برمی ترجمہ قرآن کی دوسری جلد جو سورۃ یونس تا سورۃ العنکبوت کے ترجمہ پر مشتمل تھی 2012ء میں شائع ہوئی۔ باقی سورتوں کے ترجمہ کا کام دسمبر 2014ء میں مکمل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہدایت ملی کہ تیسری جلد کو الگ شائع کرنے کی بجائے مکمل قرآن مجید کا ترجمہ ایک ہی جلد میں طبع کیا جائے۔ چنانچہ اس ہدایت کی روشنی میں ایک ہی جلد میں مکمل قرآن مجید کی طباعت کی تیاری پر پانچ چھ مہینے کا وقت لگا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جولائی 2015ء

انڈیا کے کونسلر کو برمی ترجمہ قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر دیتے ہوئے

میں برمی زبان میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ الحمدللہ یہ ترجمہ قرآن کریم کافی مقبول ہے۔ خاص طور پر بدھ مت کے Monks بڑی دلچسپی سے اسے خریدتے ہیں۔ جنوری 2016ء میں Noral Book Fair میں بھی اسے رکھا گیا۔ اس بک فیئر کا افتتاح حکومتی

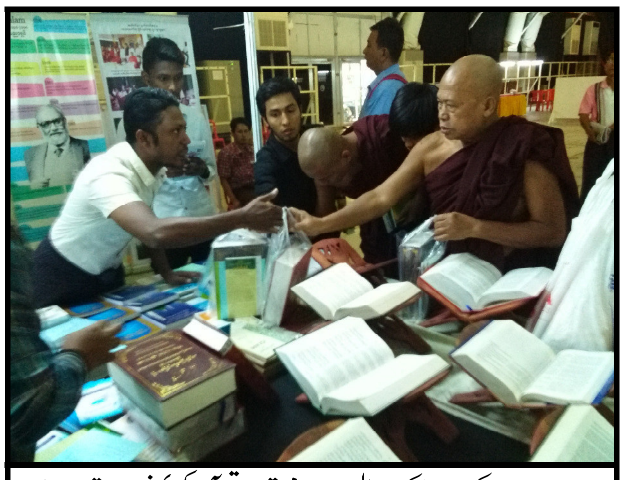

Myanmar کے بدھ مانک سٹال سے برمی ترجمہ قرآن کریم خریدتے ہوئے۔

پارٹی کے چیئرمین نے کیا تھا۔ اس موقع پر انہیں برمی ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا گیا۔

اس ترجمہ قرآن کریم کی تکمیل کے سارے عرصہ میں مختلف اوقات میں مکرم امیر حسین Kyaw Yin صاحب، مکرم محمد سالک صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم ایس ایچ اکبر احمد صاحب، مکرم ایس کے عبدالرحمٰن صاحب اور مختلف ادوار میں اس وقت کے نیشنل صدران جماعت مکرم محمود احمد صاحب، مکرم ایم اے عبدالماجد صاحب، مکرم محمد سالک صاحب، مکرم ٹی احمد صاحب، مکرم این ایم عبدالقادر صاحب کے علاوہ مکرم خلیل احمد صاحب معلّم سلسلہ، مکرم ہدایت اللہ صاحب، مکرم ایس ایچ ندیم احمد صاحب، مکرم پی ای وی عطاء الکلیم صاحب، مکرم ٹی محمد صاحب اور مکرم پی ای وی یاسین صاحب اور دیگر کئی افراد کو کمپوزنگ، سیٹنگ اور نظر ثانی وغیرہ کے کاموں میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔

جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے یہ ترجمہ قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کریم کے مطابق ہے۔ اس میں سورتوں کے مضامین کا مختصر تعارف اور بعض منتخب آیات پر تشریحی نوٹس اور آخر پر مضامین کا تفصیلی انڈیکس شامل ہے۔ اس لحاظ سے یہ ترجمہ قرآن اپنی افادیت کے لحاظ سے منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

انڈیکس مضامین کے 135 صفحات کے ساتھ اس ترجمہ قرآن کریم کے کُل 1356 صفحات ہیں۔ یہ ترجمہ قرآن کریم میانمار (برما) میں ایک مخلص احمدی کے پریس، Theingi Shwe Sin Press پر طبع ہوا۔

☆......☆......☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

فرخ راحیل۔ مربی سلسلہ

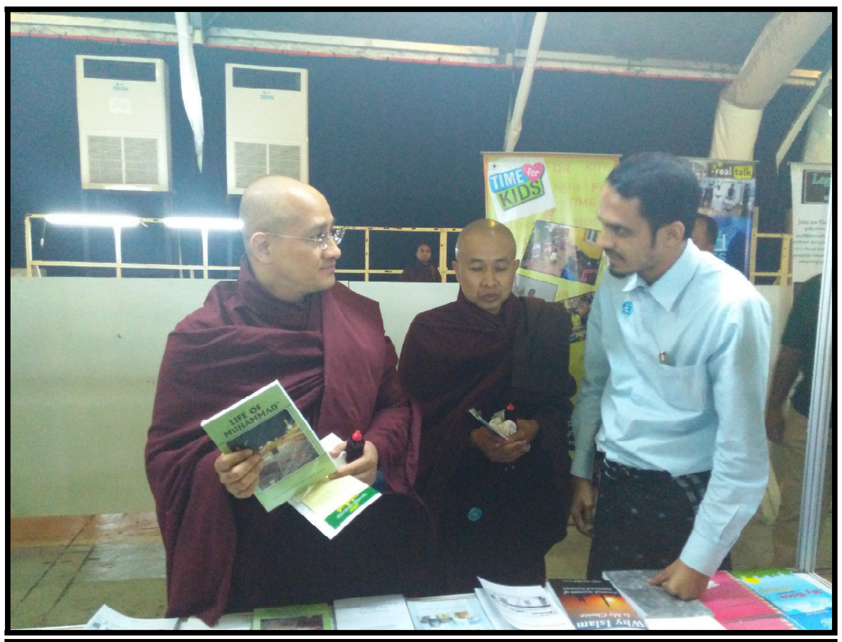

جنوری 2016ء میں Noral Book Fair میں Myanmar کے مشہور بدھ مانک Ashin Sanda Dika جماعت کے سٹال پر آئے۔ اس موقع پر انہیں کتاب 'لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم' پیش کی گئی۔

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 9

بقیہ ... از صفحہ نمبر 9

علاوہ پانچ بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سعود رفاقت صاحب مربی سلسلہ آجکل ناظم اطفال ربوہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرم محمد ابوسعید صاحب (ابن مکرم انور حسین صاحب۔ چٹاگانگ۔ بنگلہ دیش)

3/اپریل 2013ء کو 19 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنی لوکل مجلس رنگا ماٹی (چٹاگانگ) میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بہت ذہین، باہنر، فدائی اور مخلص نوجوان تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور نڈر داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی تبلیغ سے کئی افراد نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ آپ اچھے کھلاڑی اور ماہر تیراک بھی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بہنیں اور دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

جماعتِ احمدیہ یوکے کی تاریخ میں اشاعتِ اسلام کا ایک اور اہم سنگ میل

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے
پہلے باقاعدہ DAB ڈیجیٹل ریڈیو اسٹیشن "Voice of Islam" کا افتتاح

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز تاریخی پیغام

لندن۔ 07/ فروری 2016ء (نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07/فروری 2016ء بروز اتوار بعد نمازِ ظہر وعصر مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں دنیا کو اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیمات کی تشہیر کرنے والے DAB ڈیجیٹل ریڈیو اسٹیشن Voice of Islam کا افتتاح تختی کی نقاب کشائی فرمانے کے بعد دعا سے فرمایا۔ اس ریڈیو اسٹیشن پر خبروں کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر باہمی گفتگو اور سوال و جواب کے ذریعہ حالاتِ حاضرہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اسلام کی امن پسند اور حقیقی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی جائے گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ ازراہِ شفقت بارہ بجکر پچپن منٹ پر بعد دوپہر ریڈیو وائس آف اسلام کے سٹوڈیوز میں تشریف لے گئے جہاں پر پہلے یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ بعد ازاں حضورِ انور نے دعا کروائی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے کمپیوٹر کی سکرین پر ایک بٹن دبا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا جس کے ساتھ اسٹوڈیوز سے سورۃ فاتحہ کی پہلے سے ریکارڈ شدہ تلاوت اور اس کا انگریزی ترجمہ نشر کیا گیا۔ بعد ازاں ٹھیک ایک بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہّد وتعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد انگریزی زبان میں اپنے ایک ولولہ انگیز اور تاریخی پیغام میں 24/ گھنٹے روزانہ چلنے والے اس ریڈیو اسٹیشن کے قیام کا مقصد بیان فرمایا۔ اپنے اس پیغام میں حضورِ انور نے فرمایا کہ اس ریڈیو کے قیام کا مقصد لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروانا نیز یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب اسلام ہر دَور میں راہنما ہے اور اسلام تمام انسانوں کے لئے امن اور محبت کا پیامبر ہے۔

چنانچہ حضورِ انور نے فرمایا:

"With the Grace of Allah, today I am inaugurating the Voice of Islam radio station.

The purpose of the 'Voice of Islam' is to inform people of the true teachings of Islam and to make it abundantly clear that Islam's teachings perfectly conform and relate to the needs of every era and every person. God Willing, the listeners of this radio station will come to recognise that Islam's teachings are of peace, love and compassion for all mankind."

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہم احمدی مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہوئی۔ آپ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں اور حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیں۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں ان امور کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:

"We, Ahmadi Muslims, believe that the Founder of the Ahmadiyya Muslim Community, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,(Peace be upon him) was sent by Allah the Almighty in accordance with the prophecies of the Founder of Islam, the Holy Prophet Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم. And so we believe our Founder to be the Promised Messiah and Imam Mahdi (the Guided One). We further believe that he was sent to this world by God the Almighty to draw the attention of mankind to recognising their Creator and towards fulfilling the rights of one another.

Based upon the teachings of Islam, the Promised Messiahas (Peace and Blessings of Allah be upon him) once said: 'Always remember that I consider the sphere of love and compassion to be extremely vast and so do not isolate any individual or nation. Unlike the ignorant people of today, I do not say that you should limit your love to Muslims alone. Certainly not! Rather I say that you must show love and compassion to all of God's Creation, no matter who it is - whether he or she is a Hindu, a Muslim or anyone else. I never like it when people try to limit their sympathy and love to only their own people. And so I admonish you again and again to never limit the scope of your compassion.'

Further, the Promised Messiah(Peace be upon him) said:

'Certainly you can never acquire true righteousness until you spend out of that wealth which you cherish and value for the sake and welfare of humanity. You must fulfil the rights of the poor and the deprived and you must love and help those who are vulnerable and stay away from all forms of wrong and waste."

حضورِ انور نے فرمایا کہ ریڈیو وائس آف اسلام 'انسانیت' کا پیغام دنیا میں پھیلائے گا۔ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچاتے ہوئے یہ باور کروائے گا کہ مذہبِ اسلام کی تعلیمات میں یہ بات شامل ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں بھی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بھی مل جل کر اور برادرانہ طور پر رہنا چاہئے۔ اپنے پیغام کے آخر پر حضورِ انور نے ریڈیو وائس آف اسلام کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس ریڈیو کے کاموں میں ہر لحاظ سے برکت ڈالے اور اسے توفیق دے کہ اسلام احمدیت کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کروا سکے۔ اور لوگ اپنے پیدائش کے مقصدِ حقیقی کو سمجھتے ہوئے اپنے خالق، خدائے واحد، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے والے بن سکیں۔ آمین۔ چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

"Therefore, it is a message of humanity that the 'Voice of Islam' will broadcast to its listeners each and every day. In a clear and detailed manner, this radio station will enlighten the world about the true teachings of Islam and it will manifest the fact that Islam is a religion that teaches Muslims in all countries and in all eras to join together with the different groups in their societies in an effort to unite mankind in peace and to help their nations prosper and flourish. Certainly, Islam is that religion, which on the basis of its religious teachings and traditions, calls on Muslims to integrate in the very best possible way into their local societies.

May Allah bless the Voice of Islam radio station in every respect and enable it to fulfil its objectives to spread the true and peaceful teachings of Islam and most importantly, to make the people realise their duties towards their Creator - the One and Omnipotent Allah, Subhanahu Wa Ta'aalah - Ameen."

اس ریڈیو کی نشریات سے کسی بھی DAB ریڈیو کے ذریعہ لندن اور اس کے گرد ونواح میں جب کہ ان کی ویب سائٹ www.voiceofislam.co.uk پر جا کر دنیا بھر میں کہیں بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆......☆......☆

سیدنا بلال فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ مارچ 1986ء بمقام مسجد فضل لندن میں شہداء احمدیت کے لواحقین کی دیکھ بھال کے لئے ایک فنڈ کا اعلان فرمایا اور 15 مارچ 1986ء کو حضور انور نے اس تحریک کو 'سیدنا بلال فنڈ' کا نام دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔

نیز فرمایا پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے اور ادنیٰ سا بھی تردّد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پید ہو رہی ہو کہ مَیں اس میں شامل ہوں۔ پھر خواہ کسی کو ایک آنہ دینے کی بھی توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔

اس بابرکت تحریک کے تحت شہداء کی فیملیز کے گھریلو اخراجات، بچوں کی شادی بیاہ کے مسائل اور تعلیمی اخراجات کے علاوہ دیگر تمام امور کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا ہے احباب جماعت اسی طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ کے ساتھ اس تحریک میں حصّہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر 'سیدنا بلال فنڈ' کمیٹی)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یاذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عشق قرآن

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 ستمبر 2011ء میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے قلم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عشق قرآن کے حوالہ سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ذریعہ قرآن کریم کے انوار اور برکات اور معارف وعلوم کا احیاء مقدّر تھا اس لئے خدا کی خاص تقدیر نے قادیان کو قرآن کریم سے خاص نسبت عطا فرمائی تھی اور حضورؑ کے بزرگوں کے دلوں میں قرآن کی غیرمعمولی محبت ڈال دی تھی۔ چنانچہ حضورؑ کے جدّ امجد حضرت مرزا ہادی بیگ صاحب عہد بابری کے دوران سمرقند سے ہجرت کرکے برصغیر میں آئے تو ایک جنگل کو آباد کرکے اس کا نام اسلام پور رکھا جو اسلام پور قاضی ماجھی سے ہوتا ہوا قادیان بن گیا۔

قادیان کی خودمختار ریاست قریباً پونے دوسو سال قائم رہی اور اس میں قرآن مجید کا غیرمعمولی چرچا رہا۔ یہاں کسی زمانہ میں سوسو حفاظ قرآن اور علماء وصلحاء ہروقت موجود رہتے تھے۔ مگر جب سکھ اس عدیم النظیر خطہ پر قابض ہوگئے تو عالیشان مساجد یا تو مسمار کردی گئیں یا دھرم سالہ میں بدل دی گئیں۔ قادیان کا اسلامی کتب خانہ (جس میں قرآن شریف کے 500 قلمی نسخے تھے) جلا دیا گیا اور کئی اسلامی یادگاروں کے آثار تک معدوم کردیئے گئے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''خداتعالیٰ نے جو کچھ اپنی خوبیوں کا قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ تمام حسن اور محبوبانہ اخلاق کے بیان میں ہے اور اس کے پڑھنے سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والے کو خدا کا عاشق بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے اور مَیں بھی ان میں سے ایک ناچیز بندہ ہوں۔''

☆ حضرت مسیح موعودؑ نے 2/اکتوبر 1891ء کو دہلی سے ایک اشتہار عام دیا جس میں تحریر فرمایا: وہی رسول کریم میرا مقتدا ہے جو تمہارا مقتدا ہے اور وہی قرآن شریف میرا ہادی ہے اور میرا پیارا اور میری دستاویز ہے۔

☆ حضور علیہ السلام نے اس صداقت کی ہمیشہ منادی فرمائی کہ ''میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا''۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ کا خمیر محبتِ قرآن سے اٹھایا گیا تھا اس لئے آپ بچپن ہی سے دن رات قرآن شریف پڑھتے، اس پر تدبر کرتے اور حاشیہ پر نوٹس لکھتے رہتے تھے۔

☆ آپؑ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ کبھی حضورؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے؟ مَیں کہتا تھا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے؟ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ مَیں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اُس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اَوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے۔

☆ حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگروال فرماتے ہیں: مَیں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے آپؑ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا جبکہ میں بالکل بچہ تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ جب صبح کی اذان ہوتی تو سنّتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔

☆ حضورؑ کے بچپن کے ساتھی لالہ ملاوامل کی گواہی ہے کہ آپؑ کو قرآن سے خاص عشق تھا۔ آپؑ ہمیشہ رات کو دو تین بجے کے قریب اٹھتے اور نماز شروع کر دیتے، بہت اطمینان سے نماز پڑھ کر پھر قرآن شریف پڑھتے۔ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر سو جاتے۔ اس کے بعد سیر کو جاتے اور سیر میں بھی دینی باتوں میں مصروف رہتے۔

☆ حضرت حکیم محمد زاہد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا آخری تین چار سالوں کے علاوہ پہلے یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز مسجد مبارک قادیان میں ادا فرما کر حضورؑ گھر میں آتے ہی تلاوت قرآن کریم فرمانا شروع کردیتے۔ گو تلاوت جلدی جلدی فرماتے لیکن ہر لفظ نہایت صفائی سے سمجھ آتا تھا اور عموماً ٹہل کر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ عموماً ایک سپارہ روزانہ تلاوت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ایک منزل قرآن کی بھی تلاوت فرما لیا کرتے تھے (قرآن کریم کو سات منازل میں تقسیم کیا گیا ہے)۔ جونہی حضور تلاوت کے لئے قرآن لیتے تو خاکسار بھی قرآن لے کر بیٹھ جاتا اور حضور کے ساتھ ساتھ تلاوت کرتا جاتا اور اپنی تلاوت میں پائی جانے والی غلطیوں کو درست کرلیتا۔ تلاوت کے بعد حضورؑ سیر کے لئے باہر تشریف لے آتے۔

☆ حضرت امّاں جانؓ بیان کرتی ہیں: حضرت مسیح موعودؑ جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں: اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا اور آپ کی قراءت لہردار ہوتی تھی۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب بوجہ بیماری مسجد میں تشریف نہ لے جاسکتے تھے تو اکثر مغرب اور عشاء کی نماز گھر میں باجماعت ادا فرماتے اور عشاء کی نماز میں قریباً بلاناغہ سورہ یوسف کی بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ سے لے کر اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ تک کی آیات آپ اس قدر دردناک لہجہ میں تلاوت فرماتے کہ دل بیتاب ہو جاتا۔

☆ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یَاحَیُّ یَا قَیُّوم کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ ایسا ہی آپؑ کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپؑ پگھل کر بہہ جائیں گے۔

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں کہ 1895ء کا رمضان مجھے قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور مَیں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کرکے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع اور سجود میں یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اکثر پڑھتے تھے۔ نیز سحری ہمیشہ نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے۔

☆ حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں قادیان میں حضورؑ کے کمرہ کے باہر سویا ہوا تھا۔ رات کو عاجز کی آنکھ کھلی تو کیا سنتا ہوں کہ حضور چِلاّ چِلاّ کر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے عشق کا اظہار کرتا ہے۔ حضور کے عشق کی کیفیت عاجز کے بیان سے باہر ہے۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جب تنہائی میں قرآن کریم پڑھتے تو اس میں رقّت وگداز کی لہریں پیدا ہوتی تھیں۔ آپؑ کے رنگ میں مَیں نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو ترنم کرتے پایا ہے۔ غرض قرآن کریم کے پڑھتے یا سنتے وقت حضرت اقدسؑ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تلاوت قرآنی کے واقعات کی متواتر شہادت ان لوگوں سے ملی ہے جنہوں نے بلاواسطہ آپؑ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپؑ کے کلام میں ایک درد، رقّت اور محبت کی لہر ہوتی تھی، باوجودیکہ اس میں موسیقی کا رنگ نہ ہوتا تھا۔ مگر اس میں بے انتہا جذب اور کیف آور لہر ہوتی تھی۔ آپ کے قرآن مجید پڑھنے کے کئی طریق تھے۔ بعض اوقات آپ قرآن مجید کو اس نیت سے پڑھتے تھے جبکہ آپ کو کوئی مضمون لکھنا ہوتا تھا۔ اس کا رنگ بالکل الگ تھا۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے محبت وعشق کی کیفیت میں ایک ہنگامہ خیز کیف پیدا کرنے کے لئے تلاوت کرتے تھے اور یہ علی العموم آپ رات کو فرماتے تھے جبکہ دنیا سوئی ہوتی تھی۔ اس وقت آپؑ گنگنا کر قرآن مجید پڑھتے اور آپؑ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوتی تھی اور اس کیفیت کا ذکر آپؑ نے یوں فرمایا ہے:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

☆ حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ ''آپؑ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ مَیں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شائد دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو''۔

☆ حضرت مرزا شریف احمد صاحب فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ ایک بڑی تقطیع کے قرآن شریف پر تلاوت فرما رہے تھے۔ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے اور ہر لفظ پر انگلی رکھتے تھے۔ گویا قرآن شریف کی تلاوت سے جہاں زبان اس کو پڑھنے کی برکت حاصل کررہی ہے اور آنکھوں کو یہ ثواب ہے کہ وہ اسے دیکھ رہی ہیں اور کان اسے سننے کا اجر پا رہے ہیں۔ وہاں انگلی اور ہاتھ بھی اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔

☆ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جارہے تھے (اور یہ سفر قریباً پانچ گھنٹے کا تھا)۔ آپؑ نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورہ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت ورحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ کے قیامِ سیالکوٹ کے ذکر میں شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب (استاد علامہ ڈاکٹر محمد اقبال) فرماتے ہیں: حضرت مرزا صاحب پہلے اِس عاصی پُرمعاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوجاتے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہوکر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب کچہری سے تشریف لاتے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مُڑ کر بند نہیں کرتے تھے تاکہ گلی میں اچانک کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے بلکہ دروازہ میں داخل ہوکر دونوں ہاتھ پیچھے کرکے پہلے دروازہ بند کرلیتے تھے اور پھر پیچھے مڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔ گھر میں سوائے قرآن مجید پڑھنے اور نمازوں میں لمبے لمبے سجدے کرنے کے اَور آپ کا کوئی کام نہ تھا۔ بعض آیات لکھ کر دیواروں پر لٹکا دیا کرتے تھے اور پھر اُن پر غور کرتے رہتے تھے۔

☆ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپؑ کے دعویٰ سے قبل کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اُس وقت آپؑ کے مشاغل بجز عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14 ستمبر 2011ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک نظم بعنوان ''حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہؒ کے لئے عاجزانہ دعا'' شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

وہ بندی تری بس رضا چاہتی تھی
تجھی سے تجھے مانگنا چاہتی تھی
محبت بھی، رحمت بھی، بخشش بھی تیری
وہ ہر آن تیری رضا چاہتی تھی
وہ کہتی تھی بس خانۂ دل میں تُو ہو
وہ رحمت کی تیری رِدا چاہتی تھی

ہزاروں ہزاروں تری رحمتیں ہوں
میسّر ترے قرب کی جنّتیں ہوں
وہاں بھی تجھی سے سبھی نسبتیں ہوں
ہاں مقبول بھی ہجر کی شدّتیں ہوں
وفا کا عجب سلسلہ چاہتی تھی
تجھی سے تجھے مانگنا چاہتی تھی

وہاں بھی ہر ایک غم میں خود دُور رکھنا
اِسے شاد و آباد ''منصور'' رکھنا
یہاں اِس کے پیاروں کو ''مسرور'' رکھنا
ہمیں اِس کی یادوں سے پُرنور رکھنا
رضا دے اُسے جو رضا چاہتی تھی
تجھی سے تجھے مانگنا چاہتی تھی

قرآن مجید اَور کچھ نہ تھے۔ آپؑ کو یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت، اس پر تدبّر اور تفکّر کی بہت عادت تھی۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خداتعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی اور اس تلاوت اور پُرغور مطالعہ نے آپؑ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لئے ایک جوش پیدا کردیا تھا اور خداتعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا تھا۔ جو علم کلام آپ کو دیا گیا اُس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی۔ غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اس کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لئے ایک رَو بجلی کی طرح آپ کے اندر دوڑ رہی تھی۔

☆ قیام سیالکوٹ کے حوالہ سے ہی مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ حضورؑ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور اُن کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔ مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔ میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں کہ اَور لوگ تو کوئی مضمون لکھیں تو مختلف کتابیں دیکھتے اور اِدھر اُدھر سے اپنے مطلب کی باتیں اخذ کر کے مضمون لکھتے ہیں اور کبھی قرآن شریف کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے، مضمون لکھنا ہو یا کوئی کتاب تو اس سے قبل، آپؑ بالضرور مقدّم طور پر قرآن شریف کو پڑھتے اور اکثر دفعہ میں نے دیکھا کہ سارے کا سارا قرآن شریف پڑھتے اور خوب غور وخوض فرماتے پھر کچھ لکھتے۔ گویا آپ کی ہر تحریر قرآن شریف پر مبنی ہوتی۔ جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ لکھا وہ قرآن ہی کے مطالب بیان کئے۔ اگرچہ سارے قرآن شریف کے ساتھ آپ کو تعلق تھا لیکن بالخصوص سورہ فاتحہ کے ساتھ آپ کو بہت تعلق تھا۔ کوئی مضمون ایسا نہیں جس میں آپ نے سورۂ فاتحہ سے کچھ نہ کچھ استنباط اور استدلال کر کے پیش نہ کیا ہو۔ آپؑ نے ''اعجاز المسیح'' میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں لکھی۔ ایسا ہی ''براہین احمدیہ'' میں بھی ایک حصہ سورہ فاتحہ کی تفسیر پر صَرف فرمایا اور اَور جگہوں پر بھی بالخصوص اس کی تفسیر ومطالب کو بیان فرمایا۔

☆ سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسّس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن 'سراغ رسان' گروہ نے آپ کی 'خفیہ سازش' کو بھانپ لیا یعنی انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلّٰی پر رونق افروز ہیں، قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقّت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ یا اللہ! تیرا کلام ہے مجھے تو تُو ہی سمجھائے گا تو مَیں سمجھ سکتا ہوں۔

☆ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ مجھے حضرت مولانا نورالدین صاحب سے قرآن پڑھنے اور ان کے درس میں بیٹھنے کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ بلکہ خود بھی مجھے پڑھایا کرتے تھے اور قرآن شریف کے مطالب سمجھایا کرتے تھے۔

☆ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ ایک صاحب کشف والہام اور عالی پایہ بزرگ تھے۔ قرآن کے عاشق اور حدیث رسول کے شیدائی۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپؑ کو اپنے مہمانوں کے احساسات کا اس قدر گہرا خیال تھا (ہمارے) والدین سے آپ کو بہت ہی محبت تھی۔ خصوصاً والدہ صاحبہ کے ساتھ اور اس قدر احترام تھا کہ والدہ صاحبہ کی خاطر قرآن مجید کا درس عورتوں میں جاری کیا اور پہلا درس آپؑ نے دیا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت خلیفہ اولؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو بلا کر کہا کہ والدہ عبدالرزاق رعیّہ سے تشریف لائی ہیں اور مجھے ان کے متعلق بہت ہی خیال رہتا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ان کی خاطر عورتوں میں قرآن مجید کا درس جاری کیا جائے۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے درس دیتے ہوئے یوں تمہید باندھی اور کہا کہ مَیں سید عبدالستار صاحب کی اہلیہ کو مبارک دیتا ہوں کہ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے دل میں تحریک ڈالی ہے اور عورتوں میں درس جاری کرنے کا انہیں سبب بنایا ہے۔ کاش کہ قادیان کی عورتیں اپنے اندر وہ خوبی رکھتیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ان کے متعلق بھی یہ احساس پیدا ہوتا۔

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا بیان ہے کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کو صرف ایک دفعہ روتے دیکھا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک دفعہ آپ اپنے خدّام کے ساتھ سیر کے لئے جارہے تھے اور اُن دنوں میں حاجی حبیب الرحمٰن صاحب (حاجی پورہ والوں) کے داماد قادیان آئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضرت صاحب وہیں راستے کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا تو اس وقت مَیں نے دیکھا کہ آپؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے اس واقعہ کے حوالہ سے مزید فرمایا کہ حضورؑ کو قراءت بہت پسند آئی اور وہیں حضورؑ نے فرمایا کہ روزانہ بعد نماز عشاء ہمیں قرآن مجید سنایا کریں۔ چنانچہ قریباً ایک ماہ وہ حضورؑ کو قرآن مجید سناتے رہے۔

☆ جب حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت ملی اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔ حافظ صاحب نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور اپنے ساتھ بلا کر لے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ تُو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت غیر متوقع تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور بڑی شکرگزاری سے آپؑ کی خدمت میں رہنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ پہلے حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے اور عرض کیا کہ مرزا جی! مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے، اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تُو قرآن شریف یاد کیا کر۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں: ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبّ جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصول علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیرِ قرآن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم الابدان اور علم الادیان میں نہایت گہرے اور عمیق تعلقات ہیں اور ایک دوسرے کے مصدّق ہیں اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طب جسمانی کی کتابیں تھیں قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طب جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں اور اگر خدا نے چاہا اور زندگی نے وفا کی تو میرا ارادہ ہے کہ قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھ کر اس جسمانی اور روحانی تطابق کو دکھلاؤں۔

☆ حضورؑ کی تمام کتب ہی نورِ قرآن سے بھرپور ہیں مگر ان میں براہین احمدیہ کا ایک خاص مقام ہے۔

1880ء میں آپؑ نے قرآن مجید کی حقانیت کے ثبوت میں براہین احمدیہ (حصہ اول) جیسی معرکۃ الآراء کتاب شائع فرمائی جس نے کتاب اللہ کے دشمنوں کو ساکت ولاجواب کر کے انہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ مولانا محمد شریف صاحب ایڈیٹر منشور محمدیؐ (بنگلور) نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت میں ایک ایسی بےنظیر کتاب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ مصنف نے صداقت اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھے گا کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت آخرالزماںؐ حق ہے۔

☆ حضرت مرزا صاحب تمام اوقات خدائے عزوجل کی عبادت میں گزارتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں یا قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں یا دوسرے ایسے ہی دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور دین اسلام کی حمایت پر اس طرح کمر ہمت باندھی ہے کہ ملکہ زماں لندن کو بھی دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے اور روس اور فرانس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں کو بھی اسلام کا پیغام بھیجا ہے اور ان کی تمام ترسعی وکوشش اس بات میں ہے کہ وہ لوگ عقیدہ تثلیث وصلیب کو جو کہ سراسر کفر ہے چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کرلیں۔

مکرم عبدالجبار صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 اکتوبر 2011ء میں فضل عمر ہسپتال ربوہ کے دیرینہ خادم مکرم عبدالجبار صاحب (ابن مکرم میاں فضل دین زرگر صاحب) کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے جو 4/ اکتوبر 2011ء کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے بعمر 69 سال وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

آپ 45 سال سے فضل عمر ہسپتال میں خدمت کر رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں کچھ عرصہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں اور دفتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بطور کارکن بھی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نہایت خوش اخلاق، ہمدرد، ملنسار اور نافع الناس وجود تھے۔ ہسپتال میں اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مریضوں کے گھر پر بھی حسب ضرورت ان کی تیمارداری اور علاج میں مدد فراہم کیا کرتے اور ہر ایک سے حسن سلوک اور نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے۔ آخری کچھ سالوں میں عارضہ قلب کے باوجود خدمت پر کمربستہ رہے اور باوجود کمزوری اور خرابی صحت کے آخر دم تک اپنے فرائض نہایت تندہی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم کے دادا حضرت میاں امام دین زرگر صاحبؓ اور نانا حضرت میاں محمد عبداللہ صاحبؓ زرگر، دونوں کا تعلق پھیروچیچی ضلع گورداسپور سے تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7/ اکتوبر 2011ء میں مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ نسرین اختر صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹے مکرم عطاء الوحید لقمان صاحب آجکل طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے کارکن ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 ستمبر 2011ء میں مکرم مرزا خلیل احمد یعقوب صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہؒ کی وفات پر کہی گئی۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

گو کہ گل موجود ہیں خوشبو کی ارزانی نہیں
مہرباں مادر کا لیکن کوئی بھی ثانی نہیں
اس کی خدمت میں نہاں ہے رفعت وعظمت کا راز
اس کے دم سے ہی رواں ہے زندگی کا سوز وساز
رشتہ ہائے گوناگوں میں یہ تعلق بے مثال
جذبۂ ایثار مادر برتر از وہم و خیال
یہ وصالِ اُمِ آقا سانحہ سے کم نہیں
کون ہے اہلِ وفا میں جس کو اس کا غم نہیں
اس کی تُربت کو منور کر دے اے پروردگار
تیری رحمت کی رِدا ہو جس پہ ہر لیل و نہار
گو کہ دل مغموم ہیں پر اے مرے پیارے خدا
ہم بھی ہیں راضی اسی میں جس میں ہے تیری رضا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10/ ستمبر 2011ء میں مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہؒ کے وصال کے حوالہ سے شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

دھرتی پہ اس کا لاڈلا ماہِ کمال ہو گیا
ٹھنڈک یہ آنکھوں میں لئے ماں کا وصال ہو گیا
سب کچھ تھا اس کی چھاؤں میں جنت تھی اس کے پاؤں میں
اس کی نوازشات سے گھر یہ نہال ہو گیا
اس نے تو عمر کاٹ دی اک فصلِ گل کے واسطے
اور گُل بھی وہ کِھلا دیا جو بے مثال ہو گیا
ہے جس کی روشنی یہاں ہے جس کی روشنی وہاں
ایسا چراغ رکھ دیا جو لازوال ہو گیا
وہ دیکھ لے تو زندگی وہ دیکھ لے تو سرخوشی
اس نے تو جس پہ کی نظر وہ مالا مال ہو گیا
اپنی اُسی سے عید ہے وہ عید کی نوید ہے
دیکھو تو چاند رات کا ظاہر ہلال ہو گیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 04, 2016 – March 10, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 04, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Saba, verses 10-17 with Urdu translation.
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
00:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 65.
01:20	Huzoor's Tour Of India: Featuring Huzoor's meeting with Lajna Kerala. Recorded on November 26, 2008.
02:10	Spanish Service
02:45	Pushto Muzakarah
03:30	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 275-287 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 32. Rec. December 29, 1994.
04:35	Liqa Maal Arab: Session no. 06.
06:00	Tilawat: Surah Saba, verses 18-28 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 66.
07:00	Huzoor's Tour Of India: Featuring Huzoor's reception in Calicut. Rec. November 27, 2008.
07:45	In His Own Words
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 27, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 90.
11:30	Tilawat: Surah Al-Fath, verses 18-30.
11:55	Seerat-un-Nabi: The topic of 'family affairs'.
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane: Recorded on April 01, 2012.
15:40	Kasauti
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir: Arabic dicussion programme.
20:30	Open Forum
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday March 05, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:15	Huzoor's Tour Of India
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 05, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 07.
06:00	Tilawat: Surah Saba, verses 29-38 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 25.
07:05	Ijtema Lajna Imaillah UK: Recorded on October14, 2012.
08:30	International Jama'at News
09:05	Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Al-Hujraat, verses 1-19.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday March 06, 2016

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:25	Ijtema Lajna Imaillah UK
02:55	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
04:05	The Bigger Picture: Discussion on contemporary social issues with a panel of experts.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 08.
06:00	Tilawat: Surah Saba, verses 39-47 with Urdu translation.
06:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 66.
06:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on March 03, 2013.
07:50	Faith Matters: Programme no. 186.
08:50	Question And Answer Session: Recorded on January 08, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on November 14, 2014.
12:15	Tilawat: Surah Qaaf, verses 1-46.
12:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 66.
13:05	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
14:15	Shotter Shondhane: Recorded on April 01, 2012.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
16:20	Pandit Lekh Ram
16:50	Kids Time: Programme no. 29.
17:20	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
19:30	Beacon Of Truth: Rec. December 13, 2015.
20:40	Ashab-e-Ahmad
21:15	Guftugu-Ch Hameedullah: Programme no. 03.
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday March 07, 2016

00:25	World News
00:40	Tilawat
00:50	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 20.
01:10	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 66.
01:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
02:50	Ashab-e-Ahmad
03:25	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
04:25	Pandit Lekh Ram
04:55	Liqa Maal Arab: Session 09.
06:00	Tilawat: Surah Saba, verses 10-17.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 25.
07:00	Inauguration Of Masjid Umar: Recorded on November 27, 2008.
08:00	International Jama'at News
08:30	Marhum-e-Isa: An Urdu discussion about the ointment that was applied to Hazrat Jesus (as) to heal the wounds after his crucifixion.
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 23, 1997.
10:10	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on October 09, 2015
11:05	Pandit Lekh Ram [R]
11:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
12:05	Tilawat: Surah Az-Zariyaat, verses 1-31 and verses 32-61.
12:25	Dars-e-Malfoozat [R]
12:40	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on April 16, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Pandit Lekh Ram [R]
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	The Bigger Picture: Rec. February 16, 2016.
16:50	Marhum-e-Isa [R]
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Masjid Umar [R]
19:20	Somali Service
20:00	Qisas-ul-Ambiyaa: A programme looking at the lives of Prophets, in light of the Holy Qur'an.
21:00	Servants Of Allah
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Pandit Lekh Ram [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood

Tuesday March 08, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Inauguration Of Masjid Umar
02:50	Friday Sermon
03:45	In His Own Words
04:15	Pandit Lekh Ram
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat: Surah Faatir, verses 6-13 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 59.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on March 03, 2013.
08:05	Open Forum
08:35	Aao Urdu Seekhain
08:50	Question And Answer Session: Recorded on January 08, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 04, 2016.
12:15	Tilawat: Surah At-Toor, verses 1-38.
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 186.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 03.
15:35	Open Forum
16:05	From Democracy To Extremism: The violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
17:00	Aadab-e-Zindagi
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 04, 2016.
20:30	The Bigger Picture: Discussing contemporary social issues with a panel of experts. Recorded on January 19, 2016.
21:15	In His Own Words
21:45	Faith Matters: Programme no, 186.
22:45	Question And Answer Session [R]

Wednesday March 09, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishtihirat
00:45	Yassarnal Quran
01:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
02:00	Life Of The Promised Messiah (as)
02:30	Servants Of Allah
02:30	Aao Urdu Seekhain
04:00	Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:20	Australian Service
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 11.
06:00	Tilawat: Surah Faatir, verses 14-27 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 25.
07:00	Inauguration Of Jamia Ahmadiyya Germany: Rec. December 17, 2012.
08:35	Muslim Scientists
09:00	Question & Answer Session: Rec. July 25, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 04, 2016.
12:10	Tilawat: Surah An-Najm, verses 1-63.
12:25	Al-Tarteel: Lesson no. 25.
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-o-Fiqahi Masail: Programme no. 89.
15:50	Kids Time: Programme no. 29.
16:30	Faith Matters: Programme no. 185.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Jamia Ahmadiyya Germany [R]
19:55	French Service: Episode no. 09.
20:50	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:55	Friday Sermon [R]
23:00	Intekhab-e-Sukhan: Rec. March 05, 2016.

Thursday March 10, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:15	Inauguration Of Jamia Ahmadiyya Germany [R]
02:50	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:25	Open Forum
03:55	Faith Matters: Programme no. 185.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 12.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 67.
07:05	Huzoor's Tour Of India: Featuring Huzoor's reception at hotel Taj: Rec. November 27, 2008.
08:00	In His Own Words
08:30	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
08:55	Tarjamatul Quran Class: Rec. January 04, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
11:20	Ilmul Abdaan
11:55	Tilawat: Surah Al-Qamar, verses 1-56.
12:10	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:25	Yassarnal Quran [R]
12:55	Beacon Of Truth: Rec. December 06, 2015.
14:00	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
15:05	Such To Ye Hai
15:50	Persian Service: Programme no. 46.
16:20	Tarjamatul Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour Of India [R]
19:25	Faith Matters: Programme no. 185.
20:30	Live German Service
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 04 March , 2016 Issue No. 10

آج یوکے(UK)اور کینیڈا کی شاہد کلاس کے فارغ التحصیل طلباء کا Convocation ہے۔ چھٹی کلاس شاہد پاس کر کے کینیڈا سے نکلی ہے اور یوکے (UK) کے جامعہ احمدیہ کی چوتھی ہے۔

اب آپ ایک مربی اور ایک مبلغ کے طور پہ کام کرنے والے ہیں۔ اور آپ کو مربی اور مبلغ بننے کی روح کو سمجھنے کی ضرورت ہوگی کہ مربی کا کیا کام ہے اور مبلغ کا کیا کام ہے؟ آپ کا کام دنیا کو خدا تعالیٰ سے ملانا ہے اور انسانوں کا حق ادا کرتے ہوئے ان کی روحانی اور مادی زندگی کے سامان پیدا کرنا ہے اور یہ ایسے دو عظیم کام ہیں جو اگر انسان سوچے تو خوف سے کانپ جانا چاہئے۔

یاد رکھیں کہ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا پیار کس طرح حاصل کرنا ہے اور پھر دوسروں میں یہ بات ڈالنی ہے کہ خدا تعالیٰ کتنا پیار کرنے والا ہے اور اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے کتنی کوشش ہمیں کرنی چاہئے۔ اپنوں کی تربیت بھی آپ نے کرنی ہے۔ غیروں تک بھی پیغام حق پہنچانا ہے اور ان کو حقیقی اسلام سے آشنا کروانا ہے۔ پس عملی میدان میں آ کر خدا تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بڑھ کر آپ لوگ کوشش کریں۔ اپنے تعلق کو خدا تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی طرف توجہ دیں۔ عبادتیں ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں جس سے آپ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھ سکتے ہیں۔ آپ کی عبادتیں بھی اس معیار پر ہونی چاہئیں جہاں آپ کو خدا تعالیٰ سے وفا اور صدق اور اخلاص کے یہ معیار نظر آتے ہوں۔ آپ کو نظر آتا ہو کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں وہاں یہ یاد رکھیں کہ وفا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے اور اس میں مستقل مزاجی سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ فرائض کے ساتھ نوافل کو ادا کرتے چلے جانا ہے اور اپنے معیار تقویٰ کو بڑھاتے چلے جانا ہے۔ ہم نے اپنے اندر عاجزی اور قربانی کی روح نہ صرف بڑھانی ہے بلکہ جہاں بھی موقع ملے بڑھ چڑھ کر آپ نے اس میں حصہ لینے کی کوشش کرنی ہے۔ یہی ایک مربی اور مبلغ کی ترجیحات ہونی چاہئیں کہ اس نے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور خالص وفادار ہو کر تعلق پیدا کرنا ہے۔ اپنی عزت اور اپنے نام اور نمود اور شوکت کی کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں کرنی۔ ہر وقت ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔

قرآن کریم آپ کے لئے ایک لائحہ عمل ہے۔ ضابطہ حیات ہے۔ تبلیغ کی گائیڈ بک (Guide Book) ہے۔ تربیت کے لئے ایک معیار ہے۔ اس کو ہمیشہ پڑھیں اور اس پہ غور کریں۔ تفسیریں پڑھیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ ان کا مطالعہ ہے۔ ان کا مطالعہ کریں۔ باقاعدگی سے مطالعہ ہونا چاہئے۔ پھر اس میں سے نوٹس تیار کریں۔ اس میں سے نکات نکالیں جو آپ کے تربیتی اور تبلیغی کاموں میں کام آئیں۔ نیّرِ الہام پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں پیدا ہوتی ہے۔

آپ نے افراد جماعت میں یہ بات پیدا کرنی ہے کہ اللہ اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کس طرح کی جاتی ہے۔ کہاں کی جاتی ہے۔ جہاں جہاں بھی آپ کی پوسٹنگ ہوگی وہاں آپ اپنی پہچان پیدا کروائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی تک یوکے اور کینیڈا کے جامعات سے جو بھی مربیان بن کر نکلے ہیں وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے راحت کا باعث بنے ہیں اور ان کو دیکھ کے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ پس آپ لوگ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے ان معیاروں کو اونچا کرتے چلے جانا ہے۔

پھر نوجوانوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ آئندہ ذمہ داری نوجوانوں نے اٹھانی ہے۔ آپ لوگوں نے، نوجوان مربیان نے، مبلغین نے ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملانا ہے تاکہ جماعت کی ترقی کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں تاکہ ہمیں جماعت میں ہر طبقے میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے اور ایمان پر پختگی سے قائم رہنے والے ملتے رہیں۔ آپ لوگوں نے نوجوانوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ تم جماعت کا حصہ ہو اور بڑا اہم حصہ ہو۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نوجوانوں کی تربیت کی طرف آپ نے بہت زیادہ توجہ دینی ہے۔

دنیا اس وقت خدا کو بھول رہی ہے آپ لوگوں نے جہاں بھی آپ ہوں اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانی ہے۔ مخلوق کو خدا سے ملانا ہے اور وہ اسی وقت ہوگا جب آپ خود اپنی امانت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ پس ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر مربی، ہر مبلغ میدان عمل میں یا جہاں بھی وہ ہے وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہے اور آپ لوگوں نے اس کا دست و بازو بن کے رہنا ہے۔

ہر کلاس جو نکلتی ہے اس کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپ کے چیلنجز پہلوں سے زیادہ بڑے ہیں۔ ان کا مقابلہ آپ نے کرنا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے آپ کو تقویٰ کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی چوتھی اور جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والی چھٹی شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم خطاب۔ فرمودہ 16 جنوری 2016ء بروز ہفتہ بمقام Haslemere، جامعہ احمدیہ یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج یوکے (UK) اور کینیڈا کی شاہد کلاس کے فارغ التحصیل طلباء کا Convocation ہے۔ چھٹی کلاس شاہد پاس کر کے کینیڈا سے نکلی ہے اور یوکے (UK) کے جامعہ احمدیہ کی چوتھی ہے۔ اب آپ کا پڑھائی کا دَور تو ایک لحاظ سے ختم ہو گیا۔ وہ جو پڑھائی تھی جس میں آپ نے کلاسیں attend کرنی تھیں، امتحان دینے تھے اور پھر اگلی کلاسوں میں جانے کے لئے آپ کی، ہر ایک کی جستجو ہوتی تھی یہ دور اب ختم ہوا۔ اب آپ عملی زندگی میں قدم رکھنے کے لئے تیار ہوئے ہیں اور عملی زندگی میں آپ کو مختلف جگہوں پر کام کرنا پڑے گا۔ بعض اپنے ممالک میں مشنری کے طور پر بھیجے جائیں گے۔ بعض کو پھر دوسرے ملک میں مشنری کے طور پر بھیجا جائے گا۔ بعضوں کو بعض دفاتر میں لگایا

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں